وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی ۱ اور اچھا کام کرے

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے ۲ اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ۳

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو ۴ اگر اللہ سے ڈرو ۵

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو ۶ کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے

وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا

ہاں اچھی بات کہو ۷ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ

تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ

نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی ۸ اور نماز قائم رکھو

وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ

اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ۹ اللہ تو یہی چاہتا

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے ۱۰ اور تمہیں ۱۱ پاک کر کے خوب

تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ

ستھرا کر دے ۱۲ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی

اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ

آیتیں اور حکمت ۱۳ بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے بے شک

الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں

۱۔ یعنی تم اللہ رسول کی فرمانبرداری کرتی تو ہو مگر اس پر قائم رہو۔ یہاں بھی منکن کا من بیان کا ہے بعضیت کا نہیں۔ کیونکہ حضور کی تمام بیویاں اللہ رسول کی فرمانبردار ہیں معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ جس نیکی کا ثواب دوسروں کو زمین مدینہ منورہ میں پچاس ہزار ملے گا تم کو اس کا ثواب ایک لاکھ یہ اس لئے ہے کہ ایک حصہ اجر تو اطاعت و تقوٰی کا اور دوسرا حصہ ثواب حضور کی خوشنودیٔ مزاج کا جو تم کو میسر ہے دوسروں کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج اس حکم میں حضور کی اولاد سے افضل ہیں کیونکہ ان کا اجر عملی اولاد سے بھی دگنا ہے ۳۔ یعنی جنت میں اس دوگنے اجر کے سوا خاص روزی تمہارے لئے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج مطہرات افضل ہیں کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی اور خاص روزی کی حقدار جس روزی کا کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کیا ہوگی۔ ۴۔ بلکہ تم تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل۔ از حضرت آدم تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسر نہ ہوئی نہ ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات اولاد طیبہ طاہرہ سے افضل ہیں کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور کی ازواج کی مثل عالم میں کوئی عورت نہیں تو خود حضور کی مثل بھی کوئی نہیں ہو سکتا جو لوگ اپنے کو حضور کی مثل کہتے ہیں وہ اس آیت میں غور کریں ۵۔ یہاں اگر فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ مضمون کی اہمیت بیان کرنے کو ہے۔ جیسے باپ فرمانبردار بیٹے سے کہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو فرمانبردار رہ۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت ضرورت ان ازواج مطہرات کو مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت تھی۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ وہ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں لیکن پھر بھی انہیں حکم دیا گیا کہ پس پردہ گفتگو کریں۔ بات لوچدار اور لہجہ نزاکت والا نہ ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر پردہ فرض ہے اور بلا عذر گھر سے نکلنا حرام۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں حضور کی اہل بیت ہیں کیونکہ حضور کے گھروں کو ان کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہاں بیوت کی نسبت ان حضرات کی طرف ملکیت کی نسبت نہیں' رہنے کی نسبت ہے کیونکہ حضور کی املاک وفات کے بعد وقف ہیں۔ میراث جاری نہیں ہوتی۔ ۸۔ یعنی جیسے اسلام سے پہلے کی عورتیں آراستہ ہو کر اتراتی ہوئی نکلتی تھیں' کاش اس آیت سے موجودہ مسلم عورتیں عبرت پکڑیں۔ یہ عورتیں ان امہات المومنین سے بڑھ کر نہیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت آدم و طوفان نوح علیہ السلام کے درمیان کا زمانہ جاہلیت اولیٰ کہلاتا ہے جو بارہ سو بہتر سال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور حضور کے درمیان زمانہ جاہلیت اخریٰ ہے جو قریباً چھ سو برس ہے واللہ و رسولہ اعلم ۹۔ یہاں نماز زکوٰۃ سے عبادات مراد ہیں اور حکم مت ماننے سے حضور کی خدمت مراد' معلوم ہوا کہ حضور کی خدمت گزاری نماز وغیرہ عبادات کی طرح ضروری ہے۔ ۱۰۔ چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے اس لئے یہاں ضمیر مذکر لائی گئی۔ اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اور فرمایا لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ اور جیسے فرشتوں نے حضرت سارا سے کہا۔ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ اور رب نے فرمایا وَقَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ۔ اور فرمایا وَقَالَ نِسْوَةٌ غرضیکہ ضمیر میں مقصود کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ لفظوں کا لحاظ ہوتا ہے لہٰذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں۔ ۱۱۔ حق یہ ہے کہ حضور کی ازواج و اولاد سب اہل بیت' میں اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا۔

(بقیہ صفحہ ۶۷۳) اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ اور ازواج پاک خصوصاً عائشہ رضی اللہ عنہن کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوا۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقہ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اَهْلِكَ فرمایا ۱۲۔ اس طرح کہ تم کو گناہوں اور بد اخلاقیوں کی نجاست میں آلودہ نہ ہونے دے۔ یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب تک گناہ تھے اب پاکی عطا ہوئی۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی ازواج و اولاد گناہوں سے پاک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا علی مرتضیٰ سے جنگ کرنا گناہ نہ تھا اجتہادی غلطی تھی کیونکہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں دوسرے یہ کہ

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ
فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں ؎
وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ
اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ
اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے
وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ
اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں ؎
وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ؎ ان سب کیلئے اللہ نے
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا
بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور کسی مسلمان مرد ؎ نہ مسلمان
مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ
عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں ؎ تو انہیں اپنے
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
معاملہ کا کچھ اختیار رہے ؎ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶ۭ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ
وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا ؎ اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ
اس سے جسے اللہ نے نعمت دی ؎ اور تم نے اسے نعمت دی ؎ کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے
وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ
؎ اور اللہ سے ڈر ؎ اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا ؎

ازواج یقیناً حضور کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں ۱۳۔ یعنی اے بیبیو! تمہارا گھر قرآن و حدیث کی کان ہے جہاں سے نبوت کا آفتاب چمک رہا ہے تم کو چاہیئے کہ تمہارے اعمال سب سے زیادہ ہوں۔

۱۔ (شان نزول) جب حضور کی ازواج کے فضائل مذکورہ آیات میں نازل ہوئے تو حضرت اسماء بنت عمیس اور دیگر مومنین کی بیویوں نے عرض کیا کہ اگر ہم میں کچھ خوبی ہوتی تو ہمارے حق میں بھی آیات اترتیں اور ہمارا ذکر بھی قرآن کریم میں ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح البیان) ۲۔ ان آیات میں مردوں کیساتھ عورتوں کے دس مرتبے بیان ہوئے۔ یہاں اسلام سے مراد اللہ و رسول کی اطاعت' ایمان سے مراد درست اعتقاد اور قنوت سے مراد دلی فرمانبرداری' صبر سے مراد اللہ کی فرمانبرداریوں' نفس کی مخالفت پر قائم رہنا' اور مصیبتوں میں گھبرا نہ جانا ہے۔ خشوع سے مراد عبادتوں میں دل کا اعضاء کے ساتھ ہونا ہے۔ باقی اوصاف ظاہر ہیں۔ ۳۔ دل و زبان دونوں سے اللہ کی یاد۔ یا نماز کے علاوہ اور بھی اللہ کی یاد یا ہر حال میں سوتے جاگتے اللہ کی یاد یا نماز تہجد کی پابندی' یا علم دین میں مشغولیت ذکر کثیر ہے۔ غرضیکہ ذکر کثیر کی بہت صورتیں ہیں۔ ۴۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ ابن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور کی پھوپھی کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور نے زید ابن حارثہ جو حضور کے لے پالک تھے' ان کے نکاح کے لئے زینب کو پیغام دیا جسے زینب اور ان حضرات نے قبول نہ کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت زینب وغیرہ راضی ہو گئے اور حضرت زید کا نکاح زینب کے ساتھ کردیا گیا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کے حکم اور نبی کے مشورہ میں فرق ہے۔ حکم پر سب کو سر جھکانا پڑے گا۔ مشورہ کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق ہوگا۔ اسی لئے یہاں قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فرمایا گیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔

۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا۔ اگر حضور کسی پر اس کی منکوحہ بیوی حرام کردیں تو حرام ہو جائے گی جیسے حضرت کعب کے لئے ہوا غرضیکہ حضور ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں ۷۔ اس سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے' دوسرے یہ کہ حضور ہر مومن کے جان و مال کے مالک ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کا حکم ماں باپ کے حکم سے زیادہ اہم ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور کا حکم خدا کا حکم ہے کہ اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔ دیکھو عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہوتا ہے کہ کسی سے اپنا نکاح کرے یا نہ کرے۔ مگر حضور کے حکم پر اسے اپنے نفس کا بھی اختیار نہیں ۸۔ یعنی زید ابن حارثہ جن پر اللہ نے بھی انعام کیا کہ انہیں ایمان و عرفان و تقویٰ دیا تم نے بھی ان پر انعام کیا کہ انہیں اپنا صحابی پالک بنایا ہر طرح ان کی ناز برداری

(بقیہ صفحہ ۶۷۴) کی' یا یہ کہ ایمان و عرفان' تقوی' صحابیت یہ سب اللہ کے بھی انعام ہیں اور آپ کے بھی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہم کو یہ نعمت دی یا اللہ رسول نے ہم کو غنی کردیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۱۰۔ حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکنے کے بعد ان کی آپس میں موافقت نہ ہوئی۔ ایک بار حضرت زید نے بی بی زینب کی سخت مزاجی کی شکایت کی جس کی وجہ ظاہر تھی کہ حضرت زینب حسینہ جمیلہ حضور کی پھوپھی زاد عالی خاندان تھیں۔ حضرت زید سیاہ فام اور مسکین تھے۔ مشہور تھا کہ وہ غلام ہیں اس لئے نباہ نہ ہوا۔ حضور نے حضرت زید کو مشورہ دیا کہ تم اپنی بیوی سے نباہ کرو علیحدہ نہ کرو۔ ۱۱۔ کہ اپنی بیوی کو الزام نہ لگاؤ یا اسے بدنام نہ کرو ۱۲۔ حضور پر وحی آچکی تھی کہ زینب کا نباہ حضرت زید سے نہ ہوگا' آخر طلاق واقع ہوگی اور حضرت زینب آپکے نکاح میں آئیں گی تاکہ جہالت کا یہ قانون ٹوٹے کہ پالک کی بیوی حرام ہے مگر آپ نے یہ امور غیبیہ ان پر ظاہر نہ فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خبر سب کچھ ہے بعض کا اظہار نہیں فرماتے۔

۱۔ یعنی آپ کو خطرہ تھا کہ اگر زینب سے نکاح کیا تو لوگ طعنہ دیں گے کہ اپنی بہو سے نکاح کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ طعنہ سے بچنا اور اپنی عزت کی حفاظت کی کوشش کرنا سنت رسول ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ دینی مصلحت پر دنیاوی مصلحتیں قربان کردینی چاہئیں کیونکہ اگرچہ اس نکاح میں طعنہ کا خطرہ تھا مگر ایک دینی مسئلہ ظاہر فرمانا تھا۔ اس لئے کسی طعنہ وغیرہ کی پرواہ نہ کی گئی۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ دیکھو حضرت زینب سے نکاح حضور نے کیا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے کرایا۔ جب ماں باپ اپنی اولاد کا نکاح خراب عورت سے نہیں کرتے تو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نکاح بری عورتوں سے کیسے کیا ہوگا۔ ۴۔ یعنی آپ کے اس نکاح سے قیامت تک کیلئے مثال قائم ہو جائے گی کہ مسلمانوں کو اپنے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں تامل نہ ہوگا کیونکہ نہ تو پالک ہمارے بیٹے ہوتے ہیں اور نہ ان کی بیویاں ہماری بہو۔ چنانچہ حضرت زینب کی عدت گزرنے کے بعد خود حضرت زید کو اس نکاح کا پیام لیکر حضرت زینب کے پاس بھیجا گیا۔ زید نے سر جھکا کر شرم و ادب سے یہ پیام پہنچایا۔ حضرت زینب نے فرمایا کہ اس بارے میں میں کچھ رائے نہیں رکھتی جو میرے رب کو منظور ہو میں اس پر راضی ہوں ۵۔ یعنی اے محبوب! تم لوگوں کے طعنہ کی پرواہ نہ کرو جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اس پر کسی کو طعنہ کرنے کا کیا حق ہے ۶۔ اس آیت میں کفار اور یہود کے اس طعنہ کا جواب ہے کہ مسلمانوں کو تو صرف چار بیویاں کرنے کی اجازت ہے' حضور کی بیویاں زیادہ کیوں؟ فرمایا گیا کہ انبیا کرام کے کچھ خصوصی احکام بھی ہوتے ہیں۔ حضور سے پہلے دوسرے پیغمبروں کی بھی بہت بیویاں تھیں چنانچہ حضور داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں (خزائن) اور باندیاں ان کے علاوہ بلکہ آریوں اور ہندوؤں کے دیوتاؤں کے بھی بیویاں تھیں۔ چنانچہ کنھیا کی ایک ہزار تھیں۔ رام چندر کے باپ جسرتھ کی دو بیویاں تھیں۔ ۷۔ یعنی نبیوں کے نکاح رب کے حکم سے ہوتے ہیں اور اس ہزار مصلحتیں ہوتی ہیں۔ ان کے نکاح تبلیغ دین کا ذریعہ ہیں اس لئے آگے تبلیغ کا ذکر ہے ۸۔ کہ عقیدت و اطاعت کا خوف انہیں کسی کا نہیں ہوتا ۹۔ حضور کے ایک ہزار نام ہیں جن میں سے محمد' احمد ذاتی نام باقی صفاتی نام۔ لفظ محمد تعداد و حروف اور بے نقطہ ہونے میں اللہ کے نام سے بہت مناسب ہے۔ محمد کے جبلی عدد تین سو تیرہ ہیں۔ اتنے ہی رسول دنیا میں

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا

اور تمہیں لوگوں کے طعنے کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو پھر جب

قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَىْ لَا يَكُوْنَ

زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِىْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا

کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے

قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا

مَا كَانَ عَلَى النَّبِىِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ

نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی

لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ

اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا

اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ

کام مقرر تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے

رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا

اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ

اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ

کرتے اور اللہ بس ہے حساب لینے والا محمد تمہارے مردوں میں کسی

اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں

النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا

پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اے ایمان

(بقیہ صفحہ ۶۷۵) تشریف لائے (روح) بدری صحابہ کرام بھی اتنے ہی ہیں۔ ۱۰۔ اس آیت میں کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ حضور نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کرلیا کیونکہ عرب والے پالک کو بھی بیٹا کہہ دیتے تھے اور اسکی بیوی سے نکاح حرام مانتے تھے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے کو رجل نہیں کہا جاسکتا کیونکہ حضور کے چند صاحبزادے بھی ہوئے جو بچپن میں وفات پاگئے۔ حضور ان کے والد ہیں مگر وہ رجال نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول ساری امت کے والد ہوتے ہیں بھائی نہیں ہوتے اس لئے رسالت کا ذکر والد کیساتھ کیا۔ یعنی ساری امت کے روحانی والد ہیں کیونکہ لکن پہلی نفی کو توڑنے کے لئے آتا ہے اور مابعد کی چیز ثابت کرنے کے لئے یعنی یہ ہوئے کہ تم میں کسی مرد کے جسمانی باپ تو نہیں ہاں اللہ کے رسول یعنی تمہارے روحانی والد ہیں اور ایسے والد کہ اب کوئی ان کے سوا ایسا والد نہ بن سکے گا کیونکہ وہ آخری رسول ہیں۔ ۱۲۔ لہٰذا اس کے تمام احکام علم و حکمت سے ہیں۔ پالے کی بیوی کا حرام ہونا تمہاری اپنی رائے ہے اور اس کا حلال ہونا رب کا حکم ہے تو یقیناً رب کا حکم درست ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا حضور کو آخری نبی بنانا علم و حکمت پر مبنی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنایا اس کا امکان مانے تو وہ مرتد ہے جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنایا اس کا امکان مانے تو وہ مرتد ہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ خاتم النبیین وہ جو سب نبیوں سے پیچھے ہو۔

الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ

والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

اس کی پاکی بولو وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اسکے فرشتے

لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ

کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان

رَحِيمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ

ہے ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کے لئے عزت کا ثواب

أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَ

ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا

سِرَاجًا مُنِيرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ

اور چمکا دینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے

مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَ

اللہ کا بڑا فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کی

الْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ

خوشی نہ کرو اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ

بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٤٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ

بس ہے کارساز اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے

الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو

۱۔ یعنی ہمیشہ ہی اس کی تسبیح کرو یا خصوصیت سے صبح و شام کیونکہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام صحابہ کرام خصوصاً صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں کہ ان پر رب درود بھیجتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے آل و اصحاب پر حضور کے نام شریف کے ساتھ درود پڑھنا جائز ہے ۳۔ (شان نزول) جب آیت کریمہ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ ہم نیاز مندوں کو حضور کے طفیل رب نے کس عزت سے نوازا۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ کرام کو گمراہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ۴۔ یعنی انہیں جانکنی کے وقت ملک الموت یا قبر سے نکلتے وقت فرشتے یا جنت میں داخل ہوتے وقت رضوان سلام کریں گے' یا رب تعالیٰ بوقت لقا انہیں سلام فرمائے گا۔ یعنی تم امن و سلامتی سے رہو گے ۵۔ شاہد کہ مشاہدہ سے ہے یا شہود سے یا شہادۃ سے یعنی ہم نے تمہیں دونوں جہان کا مشاہدہ کرنیوالا بنا کر بھیجا یا تمام جگہ میں حاضر بنا کر بھیجا کہ ہر جگہ تمہارا علم و تصرف جاری ہے۔ جیسے سورج کہ ہر جگہ نور دیتا ہے یا سارے مومنوں و کافروں کا گواہ بنا کر بھیجا کہ قیامت میں آپ سب کے عینی گواہ ہونگے یا دنیا میں لوگوں کے جنتی دوزخی ہونے کی خبریں دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ابو بکر جنتی ہیں حسن حسین جوانان جنت کے سردار ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یا یہ معنی ہیں کہ تمام کے دلوں میں حاضر یعنی محبوب بنا کر بھیجا کہ تم تمام مخلوق کے محبوب ہو اور دائمی محبوب ہو' اس لئے آپ کے فراق میں لکڑیاں' اونٹ روئے اور آج بغیر دیکھے کروڑوں عاشق موجود ہیں اور رہینگے ۶۔ خیال رہے کہ سارے نبی اللہ کے گواہ بھی تھے اور اس کی رحمتوں کے بشیر بھی اسکے عذابوں کے نذیر بھی۔ مگر ان کی گواہی بشارت وغیرہ سن کر بھی حضور کے یہ اوصاف دیکھ کر کہ حضور نے جنت اور دوزخ کو آنکھوں سے دیکھا اور گواہی دی اور عینی گواہی پر تمام سمعی گواہیوں کی تکمیل ہو

(بقیہ صفحہ ۶۷۶) جاتی ہے کہ پھر کسی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے حضور خاتم النبیین ہیں اور آپ کی گواہی آخری گواہی۔ رب نے فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ سورج کی موجودگی میں کسی چراغ کی ضرورت نہیں۔ حضور کے ہوتے مرزا قادیانی کی ضرورت نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور رب کی ذات کیطرف خلق کو دعوت دیتے ہیں۔ صرف داعی الی الصفات نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور ساری خلق کے دائمی نبی ہیں۔ کیونکہ یہاں بغیر قید آپ کی رسالت مذکور ہوئی۔ ۸۔ آسمان کا سورج دل کی رات اور قبر کی رات کو دن نہیں بنا سکتا۔ مدینہ منورہ کا یہ سچا سورج وہاں بھی اجالا بخشتا ہے کہ اس کی تجلی سے قبر میں روشنی' دل میں نور پیدا ہوتا ہے ۹۔ اسطرح کہ تمام مومنین سے حضور کے مومن بڑے درجہ والے ہیں کیونکہ ان کو خاتم الانبیاء کی غلامی نصیب ہوئی' ان کے اعمال آسان ثواب زیادہ مقرر ہوا۔ ۱۰۔ جب تک جہاد کی آیات نہ آویں' اس کے بعد ظاہری کفار پر تلوار سے جہاد فرماویں اور منافقوں پر زبانی جہاد یعنی ان کی رسوائی فرماویں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے اگرچہ کتابیہ سے بھی جائز ہے (خزائن العرفان) ۱۲۔ معلوم ہوا کہ اگر خلوت سے پہلے خاوند فوت ہو جاوے تو بھی عدت ہے۔ مگر ایسی طلاق میں عدت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عدت خاوند کے حق کی وجہ سے ہے لہٰذا اگر عرصہ سے عورت خاوند کے پاس نہ گئی ہو تب بھی طلاق کے بعد عدت کرنی ہوگی اگرچہ حمل کا احتمال نہ ہو۔

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا

تو تمہارے لئے ان پر کچھ عدت نہیں جسے گنو

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ

تو انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح سے چھوڑ دو اے غیب بتانے والے (نبی)

اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ

ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیویاں جن کو مہر دو

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ

اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی

عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ

بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی

خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً

بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ

اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا

يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کے لئے نہیں

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا

ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَ

بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں یہ خصوصیت

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ

تمہاری اس لئے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

۱۔ اس طرح کہ اگر ان کا مہر مقرر نہ کیا تھا اور خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو انہیں جوڑا دینا واجب ہے ورنہ مستحب (خزائن) ۲۔ اس طرح کہ ان کے تمام حقوق ادا کردو۔ حتیٰ کہ عدت کا خرچہ بھی تم دو اور اگر ان پر عدت نہ ہو تو ان کو نہ روکو۔ فوراً اور جگہ نکاح کرلینے دو۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل یہ ہے کہ نکاح کا مہر مقرر کیا جاوے اور جلدی ادا کیا جاوے لیکن اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کیا گیا جب بھی نکاح درست ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا ۴۔ خواہ تم انہیں آزاد کرکے ان سے نکاح فرماؤ جیسے حضرت صفیہ و جویریہ یا بطور لونڈی رکھو جیسے حضرت ماریہ قبطیہ۔ یہ سب آپ کو حلال ہیں۔ ۵۔ خیال رہے کہ حضور کے چچا بارہ ہیں اور پھوپھیاں چھ' چچا یہ ہیں۔ حارث' ابوطالب' زبیر' عبدالکعبہ' حمزہ' مقوم جن کا نام مغیرہ ہے' ضرار' عبدالعزیٰ جس کی کنیت ابولہب ہے۔ عباس۔ قثم' غیداق' حجل ان میں حضرت عباس و حمزہ ایمان لائے پھوپھیاں یہ ہیں۔ ام حکیم جن کا نام بیضاء ہے۔ عاتکہ' برہ' اروی' امیمہ' صفیہ جن میں سے حضرت صفیہ مومن ہوئیں' عاتکہ کے اسلام میں اختلاف ہے اور چچا زاد بہنیں آٹھ ہیں' ضباعہ' ام الحکم' ام ہانی' جمانہ' ام حبیبہ' آمنہ' صفیہ' اروی۔ حضور نے ان میں سے کسی سے نکاح نہ فرمایا (روح) ۶۔ حضور کی حقیقی خالہ اور ماموں کوئی نہ تھا اس لئے یہاں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے کنبہ' خاندان کی بیبیاں مراد ہیں یعنی بنی زہرہ کی لڑکیاں جو عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ ۷۔ اس طرح کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرکے آگئیں کیونکہ حضور کے ساتھ تو سوا حضرت ابوبکر صدیق کے اور کسی نے ہجرت نہ کی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ حضور کیلئے وہی چچا پھوپھی زاد لڑکیاں حلال تھیں جو ہجرت کر آئیں۔ اسی لئے ام ہانی سے نکاح نہ فرمایا کہ انہوں نے ہجرت نہ کی تھی۔ آپ کا انہیں پیغام نکاح دینا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا۔ یہ قید حضور کی خصوصیت ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ (روح البیان) ۸۔ اس طرح کہ بغیر مہر اور بغیر کسی شرط آپ کے نکاح میں آنا چاہے اور آپ قبول کریں جیسے میمونہ بنت حارث'

(بقیہ صفحہ ۶۷۷) خولہ بنت حکیم' ام شریک' زینب بنت خزیمہ (تفسیر احمدی) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر ایسی بیویوں کا مہر اور کوئی حق نکاح لازم نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے لئے کسی یہودیہ' نصرانیہ' اہل کتاب کی عورت سے نکاح حلال نہ تھا کیونکہ مومنہ کی قید لگادی گئی (روح) یہ حضور کی خصوصیات میں سے ہے۔ ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی بیوی سے حضور بغیر مہر نکاح کریں تو آپ پر اس کا مہر لازم نہیں۔ تیسرے یہ کہ احکام شرعیہ میں بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہم جیسے نہیں۔ کلمہ' نماز' روزہ' نکاح

مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ

تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ

امر اس سے نزدیک تر ہے کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ

كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم

عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۗءُ مِنْۢ بَعْدُ

و علم والا ہے ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں

وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھلائے

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي

مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال اور اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

نگہبان ہے اے ایمان والو نبی کے گھروں میں

بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ

حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ

نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا

نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب

طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ

کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک

وغیرہ میں سب میں کچھ آپ کے ایسے خصائص ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں ۱۰۔ کہ اگر مومن کسی عورت سے بغیر مہر نکاح کرے تو اسے مہر مثل دینا ہوگا ایسے ہی اس پر عدل واجب ہوگا ۱۱۔ عَلَيْهِمْ سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مسلمانوں کے لئے ہیں یعنی باری اور تمام برتاؤ میں عدل واجب ہونا۔ مہر یقیناً لازم ہونا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر کی کم از کم مقدار مقرر ہے یعنی دس درہم' زیادہ کی حد نہیں یہ ہی حنفیوں کا مذہب ہے ۱۲۔ کہ اگرچہ لونڈی کے مالک پر حق نکاح لازم نہیں مگر حق پرورش ضروری ہے' لہٰذا یہ آیت حنفی مذہب کے خلاف نہیں۔ ایسے ہی مولیٰ پر لازم ہے کہ لونڈی کو عذاب نہ دے' طاقت سے زیادہ کام نہ لے ۱۳۔ یعنی آپ کے نکاح کی یہ خصوصیات کہ بغیر' مہر و بغیر عدل اور بغیر پابندی تعداد ازواج آپکو نکاح حلال ہے یہ اس لئے ہوا کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو ۱۴۔ روح البیان نے فرمایا کہ تیس عورتیں وہ ہیں جنہوں نے اپنے نفس حضور کو ہبہ کئے مگر حضور نے قبول نہ فرمائے اور تیرہ بیویوں سے اس ترتیب سے نکاح فرمائے۔ خدیجہ' پھر سودہ پھر عائشہ پھر حفصہ پھر ام سلمہ پھر ام حبیبہ پھر جویریہ پھر صفیہ پھر زینب بنت جحش زینب بنت خزیمہ پھر قبیلہ بنی ہلال کی ایک بی بی پھر بنی کلاب کی ایک عورت رضی اللہ عنہن۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر باری اور عورتوں میں مساوات لازم نہیں۔ یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔ مگر اس کے باوجود حضور ازواج مطہرات میں بہت ہی عدل و انصاف فرماتے تھے تاکہ لوگ سبق حاصل کریں۔ ۲۔ یعنی جن بیویوں کو آپ طلاق رجعی دیدیں یا ان کو حق نکاح سے علیحدہ فرمادیں یا ان کی باری ساقط فرمادیں پھر آپ کا دل ہو اس کی طرف التفات فرمانے کو تو بھی آپ کو اجازت ہے ۳۔ یعنی جب ان بیویوں کو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ کے ذمہ مذکورہ حقوق واجب نہیں جو کسی کو بخشیں وہ عطیہ خسروانہ ہے تو ان کے دل مطمئن ہو جاویں گے اور کسی بیوی صاحبہ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ ۴۔ اے مسلمانو ہم کو خبر ہے کہ تمہارے دل بعض بیویوں کی طرف زیادہ مائل ہیں لیکن عدل و انصاف سے کام لو۔ کسی بیوی کا حق نہ مارو۔ ۵۔ یعنی ان نو بیویوں کے بعد جن کو آپ نے اختیار دیا تھا مگر انہوں نے اللہ رسول کو اختیار کیا' علماء فرماتے ہیں کہ جیسے مسلمانوں کے لئے بیویوں کا نصاب چار ہے ایسے ہی حضور کے لئے نو تھا۔ ۶۔ یعنی آپ ان موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق نہ دیں کیونکہ تخییر کے موقع پر ان سب نے آپ کو اختیار کیا آپ بھی انہیں اختیار فرماویں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ پابندی اس آیت سے منسوخ ہوگئی۔ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ الخ لہٰذا حضور کو پھر اور نکاح کی اجازت دیدی گئی مگر حضور نے کیا نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۷۔ یعنی یہ پابندی نکاح کے لئے ہے۔ لونڈی رکھنے پر کوئی پابندی نہیں چنانچہ اس آیت کریمہ کے بعد حضرت ماریہ قبطیہ حضور کے نکاح میں آئیں اور ان کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو لڑکپن میں وفات

ذلكم كان يؤذي النبي فيستحي منكم والله لا يستحي

اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی لہ تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے۲ اور اللہ حق فرمانے میں

من الحق وإذا سألتموهن متاعا فاسألوهن

نہیں شرماتا۳ اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے

من وراء حجاب ذلكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن

باہر سے مانگو۴ اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور انکے دلوں

وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله ولا أن تنكحوا

کی۵ اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو۶ اور نہ یہ کہ ان کے بعد۷

أزواجه من بعده أبدا إن ذلكم كان عند الله

کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت

عظيما ﴿۵۳﴾ إن تبدوا شيئا أو تخفوه فإن الله كان

بات ہے۸ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب

بكل شيء عليما ﴿۵۴﴾ لا جناح عليهن في آبائهن

کچھ جانتا ہے۹ ان پر مضائقہ نہیں ان کے باپ

ولا أبنائهن ولا إخوانهن ولا أبناء إخوانهن

اور بیٹیوں اور بھائیوں اور بھتیجوں

ولا أبناء أخواتهن ولا نسائهن ولا ما ملكت

اور بھانجوں۱۰ اور اپنے دین کی عورتوں۱۱ اور اپنی کنیزوں

أيمانهن واتقين الله إن الله كان على كل شيء

میں۱۲ اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے

شهيدا ﴿۵۵﴾ إن الله وملائكته يصلون على النبي

ہے بیشک اللہ اور اس کے فرشتے۱۳ درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۱۴

(بقیہ صفحہ ۶۷۸) پاگئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو کسی یہودیہ نصرانیہ عورت سے نکاح حلال نہیں تاکہ وہ ام المومنین نہ بن جائے۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی آپ کی لونڈی ہو تو حرج نہیں ۸۔ یہ وہ حکم ہے جس میں بعض فرشتے بھی داخل ہیں ان گھروں میں حضرت جبریل بھی اجازت کے بغیر نہ آتے تھے۔ حضرت ملک الموت بھی اجازت سے حاضر ہوئے۔ ان گھروں کی حرمت عرش اعظم سے سوا تھی اور اب قبر انور کا وہ حصہ جو جسم شریف سے ملا ہوا ہے کعبہ معظمہ' عرش معلی سے افضل ہے ۹۔ حضور کے نو حجرے تھے ہر بیوی کے لئے ایک جو اب سارے مسجد نبوی میں داخل ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے گھر حضور کی ملک تھے' بیویوں کے نہ تھے ہاں انہیں رہنے کا حق تھا۔ اس لئے دوسری جگہ ان گھروں کو بیویوں کی طرف نسبت فرمایا گیا کہ ارشاد ہوا فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔ ۱۰۔ (شان نزول) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ شریف کی عام دعوت فرمائی۔ صحابہ کی جماعتیں آتی تھیں کھا کر چلی جاتی تھیں۔ آخر میں تین حضرات کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہے اور انکی گفتگو کا سلسلہ کچھ دراز ہو گیا۔ مکان شریف تنگ تھا اس سے گھر والوں کو خصوصا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ حضور دوسرے حجروں میں تشریف لے گئے وہاں سے واپس تشریف لائے جب بھی یہ لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر انہیں خود خیال ہوا اور وہاں سے چلے گئے۔ تب حضور دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ ۱۱۔ یعنی دعوت ہو چکنے کے بعد بھی جب تک بلایا نہ جاوے حاضر نہ ہو۔ غرضیکہ کھانا پکنے کے بعد آؤ۔ پک جانے کے بعد بلانے پر آؤ۔ جن علاقوں میں رواج ہے کہ کھانا پک جانے پر بلانے کے لئے آدمی بھیجتے ہیں ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ ۱۲۔ یعنی کھانا کھا کر فورا چلے جاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور کا آستانہ وہ آستانہ ہے جس کے آداب خود رب تعالی سکھاتا ہے اور اس آستانہ شریف کے آداب فرشتے' جن' انسان' جانور غرض ساری خدائی بجالاتی ہے۔ ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز کام سے حضور کو تکلیف پہنچے تو وہ حرام ہو جاتا ہے بلکہ اگر کبھی حضور کو کسی کی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے۔ اسی لئے حضرت علی کے لئے فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام رہا۔ کیونکہ حضور کی ایذا کا باعث رہا۔ دیکھو کھانا کھا چکنے کے بعد باتیں کرنا حرام نہ تھا مگر حضور کی تکلیف کی بنا پر حرام ہو گیا ۲۔ کیونکہ وہ سرکار سراپا اخلاق ہیں۔ اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے اپنی ذات شریف پر تکلیف قبول فرماتے ہیں' مہمان کو جانے کو نہیں فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو چاہیے کہ میزبان کے ہاں اتنا نہ ٹھہرے کہ اسے بوجھ بن جائے ۳۔ یعنی اس وقت تمہارا حضور کے مکان سے نکال دینا ہی حق تھا اور حق سے شرم نہیں۔ لہذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ حضور نے حق چھپایا۔ حضور کا ان حضرات کو نہ اٹھانا کمال تھا اور رب تعالی کا انہیں اٹھا دینا حق تھا ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج پاک اگرچہ مسلمانوں کی مائیں ہیں مگر پردہ واجب' لہذا پیر کی' استاد کی بیوی مرید اور شاگرد سے پردہ کرے۔ جب ان پاکباز بیویوں کو ان پاکیزہ جماعت صحابہ سے پردہ کرایا گیا تو اب مسلمانوں کو بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔ ۵۔ کہ اس میں شیطان کو وسوسہ اور کسی انسان کو شبہ کی گنجائش نہیں رہتی ۶۔ یہ حکم عام ہے۔ ہماری جس ادا سے حضور کو تکلیف پہنچے وہ حرام ہے۔ ۷۔ یعنی حضور کی وفات کے بعد ۸۔ یعنی یہ گناہ کبیرہ قطعی حرام ہے کہ اس میں شک کرنا کفر ہے ۹۔ لہذا اگر کسی نے ان ازواج پاک سے حضور کی وفات کے بعد نکاح کرنیکا وہم بھی کیا وہ بھی سخت سزا پائیگا ۱۰۔ کہ عورتیں ان عزیزو

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

اے ایمان والو ان پر درود ؎ اور خوب سلام بھیجو ؎

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے ؎

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ

دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ؎ اور

يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا

جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں ؎ انہوں نے

فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ

بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا ؎ اے نبی

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ

Page-680.bmp

اپنی بیبیوں ؎ اور صاحبزادیوں ؎ اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں ؎

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ

کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں ؎ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ انکی پہچان ہو

فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ

؎ تو ستائی نہ جائیں ؎ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اگر باز نہ آئے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے ؎ اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا

والے ؎ تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے ؎ پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے

قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا

مگر تھوڑے دن ؎ پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے

(بقیہ صفحہ ۶۷۹) اقارب کے سامنے ہوں اور ان سے بات کریں۔ کیونکہ یہ لوگ ذی رحم بھی ہیں اور محرم بھی ۱۱۔ یعنی مومنہ عورت کا مومنہ عورت سے پردہ نہیں معلوم ہوا کہ کافرہ عورت سے پردہ ہے۔ ایسے ہی فاسقہ بدکار عورتوں سے پردہ لازم ہے (کتب فقہ) اس لئے یہاں نساءھن فرمایا ۱۲۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے غلام سے مولاۃ پردہ نہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا یہی فرمان تھا اسی لئے آپ نے اپنے غلام ذکوان سے فرمایا کہ تم مجھے قبر میں اتارنا اور جب تم قبر سے باہر نکلو تو تم آزاد ہو۔ مگر جمہور کا یہ قول ہے کہ اس سے بھی پردہ ہے۔ لہٰذا یہاں لونڈیاں مراد ہیں ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو' سوا درود شریف کے' دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں' جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا۔ ہمارا درود شرف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لئے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے' ہم حضور کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حضور ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں' جواب دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے نمازی' سونے والا' پانچویں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں ۱۴۔ فرشتوں کی مختلف ڈیوٹیاں انسان کی پیدائش کے بعد لگیں۔ اس سے پہلے کروڑوں سال تک ان کے دو ہی مشغلے تھے' سجود اور درود ۱۵۔ احادیث میں ہے کہ درود مکمل کرنے کے لئے آل پاک کا ذکر بھی چاہئے لہٰذا اس آیت میں حضور پر درود سے مراد خود حضور اور آل پاک پر درود ہے۔ (صواعق)

۱۔ درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب۔ نماز میں التحیات کے بعد پڑھنا سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا مرتبہ حضرت آدم سے زیادہ ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے صرف ایک دفعہ سجدہ کیا مگر ہمارے حضور پر تو خود خدا تعالیٰ اور ساری خدائی ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ اور فرشتوں کے درود میں سلام بھی آجاتا ہے اس لئے ان کیلئے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا اور ہم کو صلوٰۃ و سلام دونوں کا حکم ہوا تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں۔ نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے غرضیکہ درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے بار غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور کو ایذا پہنچے حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہی ہو۔ لہٰذا اگر حضور کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے راحت پہنچے وہ نماز چھوڑنی فرض ہے اسی لئے حضرت علی کا خیبر میں نماز عصر حضور کی نیند پر قربان کرنا اعلیٰ عبادت قرار پایا ۴۔ اللہ کو ایذا دینا یہ ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرے جس سے وہ منزہ ہے یا اسکے محبوب بندوں کو ستائے۔ حضور کو ایذا دینا یہ ہے کہ حضور کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھے یا کسی قسم کا طعن

تَقْتِيلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن

جائیں گے اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے اور تم

تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٦٢﴾ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ

اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں

قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو شاید قیامت

تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ

پاس ہی ہو بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی

سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا

آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ

نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا

مددگار جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح

أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا

ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا اور کہیں گے اے رب ہمارے ہم اپنے

سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ

سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے تو انہوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب

ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ يَا أَيُّهَا

انہیں آگ کا دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ

والو ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری فرما دیا اس بات

اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا

سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے اے ایمان

(بقیہ صفحہ ۶۸۰) کرے یا آپکے ذکر خیر کو روکے۔ آپکو عیب لگائے۔ اس قسم کے لوگ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں ۵۔ یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایذا دیتے اور ستاتے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جانوروں کو بھی ستانا حرام ہے۔ انسان خصوصاً مومن اور بالخصوص حضور کے اہل بیت تو بہت شان والے ہیں (خزائن)۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کو ایذا دینا کبھی حق ہوتا ہے کبھی ناحق۔ قصور پر سزا دینا حق ہے بغیر قصور ناحق۔ مگر نبی کو ایذا دینا ناحق ہی ہوگا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے یہاں بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا کی قید لگائی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو ناحق ستانا فسق ہے کفر نہیں مگر پیغمبر کو دکھ دینا سخت کفر ہے۔ اسلئے یہاں اسے بہتان فرمایا اور پچھلی آیت میں اسے لعنت و عذاب کا سبب قرار دیا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی صاحبزادیاں زیادہ ہیں اگر فقط فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہی صاحبزادی ہوتیں تو جمع کا صیغہ نہ فرمایا جاتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج و اولاد پر پردہ لازم تھا۔ اگرچہ وہ نہایت پرہیزگار ہیں کیونکہ پردہ جنت کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ رب فرماتا ہے حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ جنت میں سارے ہی پرہیزگار ہونگے مگر پردہ وہاں بھی ہوگا بے پردگی دوزخ کا عذاب ہے کہ وہاں عورتیں مرد ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہونگے ۸۔ حضور کی صاحبزادیاں کل آٹھ تھیں۔ چار حقیقی بی بی خدیجہ کے شکم سے' زینب' رقیہ' کلثوم' فاطمہ زہرا' زینب ابوالعاص کے نکاح میں تھیں' رقیہ اور کلثوم حضرت عثمان کے نکاح میں آگے پیچھے۔ فاطمہ زہرا علی المرتضیٰ کے نکاح میں۔ تمام صاحبزادیاں حضور کی زندگی شریف میں وفات پاگئیں سوائے حضرت فاطمہ زہرا کے۔ چار سوتیلی صاحبزادیاں' برہ' سلمہ' عمرہ' درہ ہیں جو ام سلمہ کی صاحبزادیاں ہیں رضی اللہ عنہم (روح) ۹۔ یعنی جب ضرورۃً گھر سے باہر نکلنا پڑے تو دوپٹہ کے علاوہ چادر بھی اوڑھ لیا کریں جس کا ایک حصہ چہرہ پر ہو ۱۰۔ کہ یہ عورتیں آزاد ہیں لونڈیاں نہیں کیونکہ لونڈیاں بے پردہ چہرہ کھولے باہر نکلتی تھیں ۱۱۔ منافقین لونڈیوں کو چھیڑا کرتے تھے۔ لہٰذا حکم دیا گیا کہ آزاد عورتیں اپنے کو ممتاز کرکے نکلا کریں' اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کی طرح اور مردوں کو عورتوں کی طرح وضع قطع رکھنا حرام ہے کہ جب آزاد عورت کو لونڈی سے ممتاز ہونا چاہیئے تو مرد سے بدرجہ اولیٰ ممتاز ہونا ضروری ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو سزا دی تھی جو آزاد عورتوں کی طرح برقعہ اوڑھ کر نکلی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لونڈی پر پردہ لازم نہیں ۱۲۔ یعنی فاسق و فاجر برے خیال رکھنے والے آوارہ لوگ۔ خیال رہے کہ اس قسم کے لوگ' کفار' منافق ہی تھے۔ صحابی کوئی فاسق نہیں ۱۳۔ جو مدینہ منورہ میں لشکر اسلامی کے متعلق جھوٹی خبریں اڑاتے ہیں کہ مسلمان ہار گئے کفار جیت گئے یا مسلمان بہت مارے گئے وغیرہ وغیرہ تاکہ غازیوں کے بال بچوں اور مدینہ منورہ میں رہ جانیوالے مسلمانوں کو پریشانی و صدمہ ہو۔ ۱۴۔ انہیں قتل کرنے یا جلاوطن کر دینے کی اجازت دے دیں گے ۱۵۔ اور مدینہ منورہ ان سے خالی کرا لیا جاویگا پھر وہ اس قدر یہاں ٹھہر سکیں گے جتنی دیر مدینہ خالی کرنے میں لگے۔

ا۔ یعنی پھر ان کا یہ حال ہوگا کہ ان کی موجودہ امن ختم کر دیجاویگی۔ خیال رہے کہ منافقوں کو قتل کرنے' جلاوطن کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اگرچہ مسلمان جانتے تھے کہ یہ منافق ہیں۔ ۲۔ کہ پچھلی امتوں کے منافق ایسی حرکتیں کرتے تھے۔ انہیں سزا دی جاتی تھی ۳۔ یعنی رب کے کام ہمیشہ حکمت سے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ

باقی صفحہ ۹۶۶ پر

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾

والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو[1]

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ

تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا[2] اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی[3] بیشک ہم نے امانت

الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ

پیش فرمائی[4] آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے

اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ

اٹھانے سے انکار کیا[5] اور اس سے ڈر گئے[6] اور آدمی نے اٹھالی[7] بےشک وہ

كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ

اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے[8] تاکہ اللہ عذاب دے[9] منافق مردوں اور

الْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى

منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو[10] اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۹ / ۶

مردوں اور مسلمان عورتوں کی[10] اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اٰيَاتُهَا ۵۴	سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ ۳۴ ۵۸	رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ سبا مکی ہے سوا ایک آیت ویری الذین اوتوا العلم اس میں ۶ رکوع ۵۴ آیات ۸۸۵ کلمات ۱۵۰۰ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

سب خوبیاں اللہ کو[11] کہ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں[12]

۱۔ معلوم ہوا کہ زبان ٹھیک رکھنا' جھوٹ غیبت' چغلی' گالی گلوچ سے اسے بچانا بڑا اہم ہے۔کیونکہ رب تعالیٰ نے تقویٰ کے بعد زبان سنبھالنے کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے ورنہ یہ بھی تقویٰ میں آچکا تھا۔ زبان کی حفاظت تمام بھلائیوں کی اصل ہے اسی لئے تمام کاموں کے لئے دو عضو ہیں اور بولنے کے لئے ایک زبان وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں بند اور ۳۲ دانتوں کے پہرے میں مقید تاکہ پتہ لگے کہ زبان کو بے قید نہ رکھو ۲۔ تم کو اور زیادہ نیکیوں کی توفیق بخشے گا۔ فرائض کی پابندی سے سنتوں کی توفیق ملتی ہے سنتوں کی پابندی سے مستحبات ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے لہٰذا یہاں شرط و جزا دونوں ایک نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی کامیاب زندگی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گزرے ۴۔ امانت سے مراد یا تمام احکام شرعیہ ہیں عبادات و معاملات وغیرہ' یا اس سے مراد عشق الٰہی کی آگ۔ یہ اس آگ کی بھڑک ہے کہ اطاعت ساری مخلوق کرتی ہے مگر عشق الٰہی صرف انسان کے سینہ میں ودیعت کیا گیا۔ خیال رہے کہ اگرچہ ساری مخلوق خدا کی مطیع اور خدا کی ذاکر ہے مگر یہ اطاعت ان کے لئے شرعی حکم نہیں جس کے کرنے پر ثواب نہ کرنے پر عذاب ہو۔ لہٰذا ان کی عبادتیں شرعی نہیں' نہ امانت میں داخل ہیں۔ ۵۔ یہ انکار سرکشی کا نہ تھا بلکہ معذرت کا تھا کیونکہ رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر امانت کا اٹھانا لازم نہ کیا گیا تھا اختیار دیا گیا تھا ۶۔ کہ اگر ادا نہ کرسکے تو عذاب پائینگے اور عرض کرنے لگے کہ ہم تکوینی طور پر تیرے مطیع ہیں تشریعی احکام نہ اٹھائینگے ہم ثواب و عذاب نہیں چاہتے ۷۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ آسمان و زمین پہاڑ وغیرہ نے تو یہ امانت نہ اٹھائی تم قبول کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں ۸۔ یہ دونوں لفظ ناراضگی کے نہیں بلکہ محبت و پیار کے ہیں جیسے عربی میں عقریٰ حلقیٰ وغیرہ کیونکہ اطاعت پر رحمت ہوتی ہے غضب نہیں ہوتا۔ گویا رب تعالیٰ ان پر خوش ہو کر فرما رہا ہے کہ بڑا ظالم ہے بیوقوف ہے کہ جو بوجھ آسمان و زمین نہ اٹھاسکے یہ ضعیف الخلقت اٹھانے کو تیار ہوگیا۔ ظاہر یہ ہے کہ امانت سے مراد خلافت نہیں کہ وہ تو حضرت آدم کے لئے پہلے سے ہی نامزد تھی بعض علماء نے فرمایا کہ ظلوم و جہول ان انسانوں کو فرمایا گیا جو خیانت کر بیٹھے۔ جیسے کافر و منافق۔ اسی لئے اس سے اگلی آیت میں انکا ذکر آ رہا ہے۔ اس صورت میں یہ کلام عتاب کا ہے۔ ۹۔ لِیُعَذِّبَ میں لام انجام کا ہے نہ کہ غایت کا۔ یعنی اس امانت کو برداشت کرنیکا انجام یہ ہوا کہ خیانت کرنے والے کفار و منافقین عذاب کے مستحق ہوگئے اور مومن ثواب کے ۱۰۔ جنہوں نے اس امانت میں خیانت نہ کی اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ امانت الٰہی مومن و کافر کے چھانٹ کا ذریعہ بن گئی ۱۱۔ یعنی ساری حمد و خوبی رب کی ہے بلا واسطہ ہو یا واسطہ سے کیونکہ انبیاء' اولیا کی تعریف بھی درحقیقت رب ہی کی تعریف ہے۔ جس نے انکو یہ خوبیاں بخشیں ۱۲۔ اس طرح کہ تمام چیزیں اس کی مخلوق ہیں اور حقیقتہً "اسکی مملوک کہ دوسروں کی ملکیت عارضی و مجازی ہے۔ حقیقی و دائمی اس کی ملکیت ہے' لہٰذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت چیزوں کے ہم بھی مالک ہیں۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں دنیا دار کی تعریف کوئی نہ کریگا صرف رب کی حمد ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے محبوبوں کی تعریف اللہ کی ہی تعریف ہے کیونکہ قیامت میں حضور کی بہت حمد ہوگی۔ رب فرماتا ہے عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ مگر وہ حمد چونکہ بالواسطہ رب کی حمد ہے اسلئے اس آیت کا حصر درست ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار کی تعریف کرنا یا کفر ہے یا فسق، مجبور کو معاف اور اللہ کے مقبولوں کی حمد یا عین ایمان ہے یا عبادت۔ کلمہ طیبہ میں حضور کی بھی حمد ہے جو عین ایمان ہے۔ نماز میں حضور کی بھی حمد ہے جو عبادت ہے۔ ۲۔ لہٰذا تمہارا حمد کرنا رائیگاں نہ جائے گا۔ تم کو اس کا ثواب عظیم ملے گا ۳۔ جیسے مردے' دفینے'

الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ

اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے ۱ اور وہی ہے حکمت والا

الْخَبِیْرُ ① یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ

خبردار ۲ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے ۳ اور جو زمین سے نکلتا ہے ۴

مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَ

اور جو آسمان سے اترتا ہے ۵ اور جو اس میں چڑھتا ہے ۶ اور

هُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

وہی ہے مہربان بخشنے والا ۷ اور کافر بولے ہم پر

لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ عٰلِمِ

قیامت نہ آئے گی ۸ تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم بے شک ضرور تم پر آئے گی ۹ غیب

الْغَیْبِ ۚ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ

جاننے والا ۱۰ اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں ۱۱

وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا

اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک

فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ③ لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

صاف بتانے والی کتاب میں ہے ۱۲ تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ④

کام کئے ۱۳ یہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۴

وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ

اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی ۱۵ ان کے لئے سخت

عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ⑤ وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا

عذاب دردناک میں سے عذاب ہے ۱۶ اور جنہیں علم ملا ۱۷ وہ جانتے

کانیں' یا جیسے بارش کے قطرے دانہ اور تخم وغیرہ۔ غرضیکہ ہر چھوٹی بڑی چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے ۴۔ جیسے سبزہ' درخت' پانی وغیرہ کے چشمے' مختلف کانیں اور قیامت میں مردے' غرضیکہ زمین سے ہر چیز اس کے علم و قدرت سے نکلتی ہے ۵۔ جیسے پانی' اولے' برف کی بارشیں اور فرشتے' وحی الٰہی' کتابیں' تقدیریں' رزق وغیرہ سب اس کے علم و ارادے سے اترتی ہیں ۶۔ جیسے بخارات' دھوئیں وغیرہ یا جیسے فرشتے اور مقبولوں کی دعائیں یا ان کی روحیں اور نیک اعمال سب اس کے علم میں ہیں۔ یعنی ایسی عظمت والا رب حقیر سے حقیر' اعلیٰ سے اعلیٰ سب کی خبر رکھتا ہے ۷۔ لہٰذا وہ حمد مطلق کے لائق ہے۔ یہ آیت گزشتہ آیت کی دلیل ہے ۸۔ یعنی ہم سب مخلوق پر یا ہم سب مسلمانوں پر' ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم لوگوں پر قیامت نہ آئیگی۔ ہم قیامت سے پہلے فوت ہو جائینگے کیونکہ وہ تو اصل قیامت کے ہی منکر تھے لہٰذا اگلے مضمون پر کوئی شبہ نہیں۔ ۹۔ عالم الغیب ربی کا بدل ہے یعنی قسم عالم الغیب رب کی قیامت آئیگی لہٰذا آیت واضح ہے ۱۰۔ قیامت کے متعلق منکروں کو یہ اعتراض تھا کہ انسانوں کے اجزا بکھرنے کے بعد اس طرح کیسے جمع ہو سکیں گے کہ کسی کا کوئی جزو بدن دوسرے کے بدن میں نہ پہنچنے پائے۔ اس آیت میں اس اعتراض کا نفیس طریقہ سے جواب دیا گیا کہ تم نے مخلوق کی پراگندگی کو دیکھا۔ خالق کی قدرت و علم کا اندازہ نہ کیا کہ ہر بدن کے ہر ذرہ کو وہ جانتا ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم کا ہر واقعہ اور ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے' دوسرے یہ کہ لوح محفوظ اللہ والوں سے پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہے۔ ۱۲۔ یہ قیامت کی دوسری دلیل ہے کہ جب تم اپنے نوکر کو کچھ مال دیکر حساب لیتے ہو' مطیع کو انعام' مجرم کو سزا دیتے ہو تو ہم اپنے مقبولوں کو انعام اور ثواب کیوں نہ دیں۔ اس انعام کی تقسیم کے دن کا نام قیامت ہے۔ سبحان اللہ ۱۳۔ یعنی جنت میں رزق کہ وہ بغیر محنت کے نہایت عزت و احترام سے عطا فرمایا جاوے

گا۔ خیال رہے کہ قانون یہ ہے کہ نیک اعمال سے جنت ملے۔ مگر اس کا فضل یہ ہے کہ گنہگاروں کو نیک کاروں کے طفیل جنت دیدے ۱۴۔ کہ انہیں جادو' شعر کہہ کر لوگوں کو ان سے روکا ۱۵۔ اللہ کی آیتوں میں کوشش دو قسم کی ہے۔ ایک اچھی دوسری بری۔ انہیں سمجھنے یا سمجھانے کی کوشش' ان سے مسائل و اسرار نکالنے کی کوشش عبادت ہے مگر انہیں غلط ثابت کرنے ان میں تعارض دکھانے' انہیں جھٹلانے کی کوشش کفر ہے۔ یہاں یہ دوسری کوشش مراد ہے یا ضدی لوگوں کا ایک دوسرے کو ہرانے عاجز کرنے کے لئے قرآن کی آیتیں استعمال کرنا حرام ہے جیسا کہ آجکل عام مناظروں میں ہوتا ہے اس آیت کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں ۱۶۔ صحابہ کرام یا وہ علمائے توریت جو حضور پر ایمان لائے یا قیامت تک کے علمائے اسلام۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ علماء کرام کا درجہ بہت بڑا ہے' دوسرے

(بقیہ صفحہ ۶۸۳) یہ کہ علم وہی مفید ہے جو رب کی راہ دکھائے۔

۱۔ اَلَّذِیْنَ کا مفعول ہے یعنی علماء قرآن کو حق جانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عالم حضور کو اور قرآن کو حق نہ جانے وہ عالم ہی نہیں' بڑا جاہل ہے۔ حضور کو جاننے کا نام ہی علم ہے ۲۔ نبوت و قرآن و حدیث و الہام اور سچی خوابیں (از روح) لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ قرآن تو آہستہ آہستہ آیا اسے اُنْزِلَ کیوں فرمایا گیا ۳۔ کافروں کو ایمان کی' مومنوں کو تقویٰ کی' عاشقوں کو لقاء یار کی' عارفوں کو دیدار کی راہ بتاتا ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو بشر یا رجل وغیرہ عام الفاظ سے یاد کرنا

الْعِلْمَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ

بیں کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا وہی حق ہے

وَ یَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ﴿۶﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ

اور عزت والے سب خوبیوں سراہے کی راہ بتاتا ہے اور کافر

كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ

بولے کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتا دیں جو تمہیں خبر دے کہ جب تم پرزہ ہو کر بالکل

كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۷﴾ اَفْتَرٰی عَلَی

ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے کیا اللہ پر اس نے

اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

جھوٹ باندھا یا اسے سودا ہے بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں

بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمْ

لاتے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں تو کیا

یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

انہوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان

وَ الْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ

اور زمین ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا

عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ

ٹکڑا گرا دیں بے شک اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے

عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ﴿۹﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ

بندے کے لئے اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا اے پہاڑو

اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ

اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ

کافروں کا طریقہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ انہیں ایسے پاکیزہ القاب سے یاد کریں جن سے کسی بادشاہ کو بھی یاد نہ کر سکیں۔ انہیں رسول اللہ' نبی اللہ' شفیع المذنبین کہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۵۔ معلوم ہوا کہ ہیولیٰ باطل ہے اور اجزائے لا یتجزیٰ حق ہیں۔ کیونکہ بالکل ریزہ ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ پھر ان ریزوں کے ٹکڑے نہ ہو سکیں۔ اور وہی جز لا یتجزیٰ ہے اور اگر اس کا ٹکڑا ہو سکا تو کل ممزق نہ رہا ۶۔ یہ پیدائش' ہوگی تو انہیں اصل اجزا پر مگر شکل و صورت میں مختلف کہ کالے مومن وہاں گورے ہو جائینگے اور گورے کافر کالے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جنون کبھی نہیں ہو سکتا۔ پیغمبر گونگے اور بہرے ہونے سے محفوظ ہیں کیونکہ ان عوارضات سے تبلیغ کا فرض ادا نہیں ہو سکتا۔ ہاں عارضی طور پر غشی آ سکتی ہے' رب فرماتا ہے وَ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۸۔ یعنی جو آپ کو معمولی آدمی کہے یا مجنوں یا جھوٹ بولنے والا تو وہ ایسا گمراہ ہے جو ہدایت سے بہت دور ہے تمام گمراہیوں میں بدتر گمراہی نبی کی اہانت ہے ۹۔ یعنی وہ ہر طرف سے اللہ کے قبضے میں ہیں اور اللہ کے آسمان و زمین کے گھیرے میں ہیں۔ میرے ملک میں رہ کر میرے نبی کا مقابلہ کرتے ہیں ۱۰۔ جیسے قارون کو مع اس کے خزانوں کے دھنسا دیا گیا تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کا گرنا پھٹنا ممکن ہے بلکہ قیامت میں واقع ہوگا' خیال رہے کہ اس آیت سے وہابیوں کا امکان کذب کے مسئلے پر دلیل پکڑنا غلط ہے کیونکہ یہ آیت ظاہر معنی سے ان کے بھی خلاف ہے۔ کذب باری میں امتناع بالغیر کے وہ بھی قائل ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کے لئے نہیں جن سے عذاب نہ آنے کا وعدہ ہو چکا ہے ۱۲۔ کہ نبوت و سلطنت دونوں انہیں بخشیں اور وہ خصوصیات انہیں عطا فرمائیں جو آگے مذکور ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ جب داؤد علیہ السلام تسبیح و تہلیل کریں تو تمام پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ اس طرح تسبیح کریں جو سننے میں آوے ورنہ تمام چیزیں ویسے بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہیں ۱۴۔ کہ آپ کے ہاتھ شریف میں آ کر موم یا گوندھے ہوئے آٹے

ع ۹

کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ آپ جو چاہتے بغیر گرم کئے اور بغیر ٹھوکے پٹے بنا لیتے' یہ اس لئے ہوا کہ ایک فرشتہ نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ بہت ہی اچھے ہیں کاش آپ بیت المال سے اپنی روزی نہ لیتے۔ آپ نے دعا کی اے مولیٰ مجھے روزی کا سامان غیب سے عطا فرما۔ تا کہ میں بیت المال سے کچھ نہ لیا کروں۔ تب آپ کو یہ معجزہ ملا پھر آپ زرہ بنا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔

سَابِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا

وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ۱ اور تم سب نیکی کرو بے شک میں

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ

تمہارے کام دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ

وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ

اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ۲ اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا

الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ

چشمہ بہایا۳ اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے۴ اس کے رب کے حکم

يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

سے۵ اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے۶ ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَ

اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل۸ اور تصویریں۹ اور

جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ

بڑے حوضوں کے برابر لگن۱۰ اور لنگر دار دیگیں۱۱ اے داؤد والو

دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا

شکر کرو۱۲ اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۱۳ پھر جب

قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا

ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا۱۴ جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر

دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی۱۵ پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي

کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے۱۶ تو اس خواری کے

۱۔ یعنی ہم نے ان کو بغیر استاد کے زرہ بنانی سکھائی جس کے حلقے یکساں ہوں اور ہر قد و قامت کے مطابق مختلف قسم کی بنایا کریں ۲۔ چنانچہ آپ صبح کو اپنے پایہ تخت دمشق سے تخت شریف پر اڑتے اور دوپہر کا آرام ملک فارس کے شہر اصطخر میں فرماتے اور شام کو کابل میں آرام کرتے تھے (روح و خزائن العرفان) آپ تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے (روح) ۳۔ کہ جیسے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لوہا نرم ہو جاتا تھا ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبا نرم فرما دیا گیا کہ آپ کے ارادے پر تانبا اپنی کان سے نکل کر پانی کی طرف بہتا تھا (روح) ۴۔ یوں تو تمام جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے لیکن کاریگری کرنے والے ان میں سے بعض تھے اس لئے یہاں بعضیت کا من فرمایا گیا۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ ان کے قبضے میں بعض جن تھے، بعض نہ تھے۔ ۵۔ کہ وہ جنات حضرت سلیمان کے سامنے تو دبے رہتے تھے اور کام کاج کئے جاتے تھے مگر غائب ہوتے ہی سرکشی کرتے تھے اس لئے رب تعالیٰ نے حضرت کی نعش مبارک کو چھ مہینے تک کھڑا رکھا تاکہ جنات کام کئے جاویں ۶۔ معلوم ہوا کہ آپ کی سلطنت جن و انس و ہوا پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت سارے عالم پر ہے۔ سلطنت اور نبوت میں بڑا فرق ہے۔ ہر مخلوق حضور کی امتی ہے ہم بادشاہوں کے رعایا ہیں ان کے امتی نہیں ۷۔ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت نہ کرے اس کو دوزخ میں اس نافرمانی کی بھی سزا دی جائے گی۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے ساتھ ایک فرشتہ آتشیں گرز لئے رہتا تھا جو سرکشی کرنے والے جن کو مارتا تھا۔ یہ دوزخ کا عذاب تھا (روح) بہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

۸۔ رہنے کی عمارتیں اور عالیشان مسجدیں جن میں بیت المقدس شریف بھی داخل ہے چنانچہ شیاطین نے حضرت کے لئے شام، یمن میں شہر تدمیر اور قلعہ حرواح، مرواح، سلحین، سندھ اور قلتوم عمدان وغیرہ بنائے جو اب فنا ہو چکے ہیں یا ویران پڑے ہیں (روح) ۹۔ پتھروں سے پرندوں کی تصاویر، ایسے ہی فرشتوں، انبیاء کرام کی تصاویر، کیونکہ اس شریعت میں تصویر سازی اور تصویر رکھنی حرام نہ تھی ۱۰۔ کہ ایک لگن میں ہزار آدمی کھا سکیں۔ خیال رہے کہ جفان جفنہ کی جمع ہے بہت بڑے پیالہ کو جفنہ کہتے ہیں۔ اس سے چھوٹا قصعہ، پھر صحفہ پھر میکلہ (روح) ۱۱۔ جو اپنی بڑائی و بوجھ کی وجہ سے ہٹائی نہ جائیں سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھا جاوے، یہ دیگیں یمن میں تھیں ۱۲۔ آل داؤد سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد و برادران ہیں اور شکر سے مراد عملی و قولی ہر طرح کا شکر ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شکر بڑی عبادت ہے جو گزشتہ انبیاء کے دین میں جاری تھی۔ دوسرے یہ کہ جس قدر رب تعالیٰ کی نعمتیں بندے پر زیادہ ہوں اسی قدر شکر زیادہ چاہیے دیکھو غنی پر زکوٰۃ بھی فرض ہے ۱۳۔ تم بھی انہیں شاکرین میں سے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور تھوڑے بندے بروں سے افضل ہیں خواہ وہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ مولانا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ ایک مومن جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر ہو وہ بھی سواد اعظم ہے اس کی اتباع چاہیے۔ ۱۴۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ حضرت سلیمان کی وفات بیت المقدس کی تعمیر سے نو سال بعد ہوئی، بعض نے فرمایا کہ تعمیر کے دوران میں ہوئی، غالب یہ ہے کہ تعمیر تو مکمل ہو چکی تھی رنگ و روغن باقی تھا کہ آپ کی وفات قریب آ گئی تو آپ نے دعا کی کہ مولیٰ مسجد کی تکمیل باقی ہے۔ تب آپ کو حکم ہوا کہ نماز کی نیت باندھ لیں چنانچہ آپ نماز میں کھڑے ہو گئے۔ لاٹھی کی ٹیک لگالی۔ اسی حال میں روح شریف

(بقیہ صفحہ ۶۸۵) قبض کرلی گئی اور آپ لاٹھی کے سہارے ایک سال تک کھڑے رہے جنات کو اس لئے شبہ نہ ہوا کہ آپ پہلے بھی کئی کئی دن تک نماز پڑھتے رہتے تھے اس لئے وہ برابر کام میں لگے رہے۔ ایک سال کے بعد دیمک نے لاٹھی کھالی جس سے لاٹھی گر گئی اور آپ کا جسم اقدس بھی زمین پر آگیا۔ تب جنات بھاگ گئے اس وقت تعمیر کا کام مکمل ہو چکا تھا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے اجسام وفات کے بعد گلنے اور مٹنے سے محفوظ ہیں۔ دیکھو دیمک نے آپ کی لاٹھی کھائی مگر جسم شریف میں فرق نہ آیا۔ لہٰذا یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کیسے کھا سکتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد وفاتِ پیغمبر دینی ضرورت کی وجہ سے ان کے کفن دفن میں دیر ہو

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ

عذاب میں نہ ہوتے بے شک سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی

اٰیَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ

تھی دو باغ داہنے اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ

رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

اور اس کا شکر ادا کرو پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ

تو انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے ان پر زور کا اہلا بھیجا اور ان کے

بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ

باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیئے جن میں کڑوا میوہ اور جھاؤ اور

شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا

کچھ تھوڑی سی بیریاں ہم نے انہیں یہ بدلہ دیا ان کی

كَفَرُوْا وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ

ناشکری کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کو جو ناشکرا ہے اور ہم نے کئے تھے ان

وَ بَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ

میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سرراہ کتنے شہر اور

قَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا

انہیں منزل کے اندازے پر رکھا ان میں چلو راتوں اور دنوں امن

اٰمِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْۤا

امان سے تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال اور انہوں

اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ

نے خود اپنا ہی نقصان کیا تو ہم نے انہیں کہانیاں کر دیا اور انہیں پوری پریشانی سے پراگندہ کر

جانی جائز ہے کہ آپ کا جسم شریف تکمیل مسجد کے لئے ایک سال تک بغیر کفن و دفن رہا۔ لہٰذا اگر حضور کے کفن دفن میں تاخیر خلافت کی وجہ سے کر دی گئی تو جائز تھی ۱۶۔ جنات کو دعویٰ تھا کہ ہم علم غیب جانتے ہیں آج انہیں پتہ لگا کہ یہ غلط ہے۔

ا۔ مسجد کی تعمیر و تکمیل جو ان شیاطین کے لئے عذاب جان تھی۔ آپ کی عمر ترپن سال ہوئی۔ ۱۳ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور چالیس سال سلطنت فرمائی۔ اس آخری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار سے مسجد تعمیر کروا سکتے ہیں کہ کافر راج مزدور سے کام لیں۔ دیکھو بیت المقدس شیاطین سے بنوائی گئی۔ دوسرے یہ کہ تعمیر مسجد کا فائدہ مومن کو ہوتا ہے کافر کو نہیں' دیکھو بیت المقدس کی تعمیر شیاطین کے لئے عذاب فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ۲۔ سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو سبا ابن یشجب ابن یعرب ابن قحطان ابن عامر ابن شالخ ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھا ۳۔ جو شہر مآرب میں تھی۔ مآرب صنعاء سے تین منزل پر واقع تھا۔ اس سبا کی بلقیس ملکۂ یمن تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آئیں (روح) ۴۔ اس طرح کہ ان کے شہر سے دور تک دو رویہ باغات چلے گئے تھے ان باغوں میں پھلوں کی ایسی کثرت تھی۔ کہ اگر کوئی شخص سر پر ٹوکرا رکھ کر باغ سے گزرتا تو میووں سے ٹوکرا بھر جاتا تھا (خزائن العرفان) ۵۔ جس کی آب و ہوا بھی اچھی اور مچھر کھٹمل سانپ بچھو وغیرہ سے پاک و صاف' اس شہر کی پاکیزگی کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس طرف سے گزر جاتا تو اس کے کپڑوں بالوں کی جوئیں مر جاتیں (خزائن العرفان) ۶۔ بڑے سے بڑا گناہ بھی توبہ سے معاف فرما دیتا ہے ۷۔ اس طرح کہ ان میں تیرہ نبی بھیجے گئے جنہوں نے ان لوگوں کو رب تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں۔ وہ ایمان نہ لائے اور بولے کہ ہم کو اللہ نے کوئی نعمت نہ دی ۸۔ بڑا بھاری سیلاب بھیجا جس سے ان کے باغات تباہ ہو گئے۔ مکانات ریت میں دفن ہو گئے اور وہ علاقہ ایسا برباد ہوا کہ عرب میں اس کی مثال دی جاتی ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ ناشکری زوال نعمت کا سبب ہے قوم سبا کتنی عیش میں تھی رب کی ناشکری کے سبب سب کچھ کھو بیٹھی ۱۰۔ جیسے عام طور پر جنگلوں میں خود رو بیریاں اگ جاتی ہیں جن کے پھل مزیدار نہیں ہوتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ انسان ناشکری سے خود مصیبت منگا لیتا ہے ۱۲۔ یعنی ہم نے شہر سبا اور علاقہ شام کے درمیان برابر شہر بسا دیئے تھے کہ راہ میں دراز جنگل نہ تھے تاکہ سبا والوں کو سفر وغیرہ میں آسانی ہو۔ ان قریٰ سے شام کی بستیاں مراد ہیں جہاں پھل پھول بہت ہوتے ہیں ۱۳۔ یعنی یمن کے شہر سبا سے شام تک ایسی نسبت اور اندازے سے شہر رکھے گئے تھے کہ مسافر کو توشہ ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ناشتہ ایک شہر میں کرے تو دوپہر کے کھانے تک دوسرے شہر میں پہنچ جاوے' اور شام تک تیسرے شہر میں داخل ہو جاوے۔ یمن سے شام

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ
بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے ہر بڑے شکر والے کے لیے اور

صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ إِلَّا فَرِيْقًا
بے شک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہولئے مگر ایک

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
گروہ کہ مسلمان تھا اور شیطان کا ان پر کچھ قابو نہ تھا مگر اس لئے

إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ
کہ ہم دکھا دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک

شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا
میں ہے اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے تم فرماؤ پکارو

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ

انہیں جنہیں اللہ کے سوا سمجھے بیٹھے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں نہ

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا
آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں

مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ
کچھ حصہ اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار اور اس کے پاس شفاعت

عِنْدَهٗٓ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ
کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان

قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ
کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرما دی جاتی ہے ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے

الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۭ
کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا اور وہی ہے بلند بڑائی والا تم فرماؤ کون جو تمہیں روزی دیتا

(بقیہ صفحہ ۶۸۶) تک کا سفر آسانی سے کٹ جاوے ۱۴۔ کہ راتوں میں چوری، درندوں کی ایذا کا اندیشہ نہیں۔ دن میں بھوک کا کھٹکا نہیں۔ دن و رات میں امن و امان ۱۵۔ سبا کے مالداروں کو حسد ہوا کہ ہم میں اور فقرا میں، سفر میں فرق نہ رہا اگر آبادیاں دور دور ہوتیں تو ہم توشے، غلام، کنیزیں ساتھ لے جایا کرتے سفر کا لطف اٹھاتے۔ ہمارے اور غریبوں کے سفروں میں فرق ہوتا۔ اس لئے یہ دعا کی ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے جب دن برے آتے ہیں تو عقل بھی ماری جاتی ہے اور نقصان دہ چیزوں کی دعا کر لیتا ہے اسی لئے بہتر ہے کہ منقول دعا مانگے۔ اللہ رسول ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ہیں ۱۷۔ اس طرح کہ سبا والوں کو ایسی عبرتناک سزائیں دیں کہ آئندہ نسلیں عبرت کے لئے ان کی کہانیاں قصے کہا سنا کریں ۱۸۔ کہ ان کے شہروں کی تباہ کر کے شہر دور دور کر دیئے کہ وہاں کے قبیلے دور دور جا بسے۔ چنانچہ قوم غسان تو شام میں آباد ہوئی اور قوم ازد عمان میں خزاعہ تہامیہ میں آل خزیمہ عراق میں اوس و خزرج کے مورث اعلیٰ عمرو بن عامر مدینہ منورہ میں (خزائن العرفان)

۱۔ اگرچہ ان واقعات میں عبرت سب ہی کے لئے ہے مگر صابر و شاکر بندے اس سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے ۲۔ ابلیس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا کہ میں انسانوں کو شہوت، حسد، حرص وغیرہ کے ذریعہ بہکاؤں گا۔ وہ اس قوم سبا بلکہ تمام کفار پر ظاہر کر دکھایا۔ معلوم ہوا کہ کفار کے بعض گمان بھی درست ہوتے ہیں ۳۔ یہاں مِنْ بیان کا ہے۔ بعضیت کا نہیں۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ سارے مسلمان ہدایت پر نہیں بعض ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ سارے انسان ہدایت پر نہیں بعض ہیں، یعنی مومن۔ یا مِن بعضیت کا اور معنی یہ ہیں کہ مومن بعض مخلص و متقی ہیں بعض اس کے خلاف۔ اول فریق شیطان کے فریب میں نہ آیا دوسرا فریق آگیا (روح) ۴۔ سبحان اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ عَلَيْهِمْ کا مرجع کفار ہیں اور علم سے مراد علم ظہوری ہے۔ یعنی شیطان کا پیدا فرمانا خلاف حکمت نہیں۔ نیز شیطان کو کفار پر خدائی اختیار نہیں ہیں جن لوگوں میں خود گمراہ ہونے کا مادہ ہے انہیں گمراہ کرتا ہے۔ آگ اس چیز کو جلاتی ہے جس میں جلنے کا مادہ ہے۔ اس لئے پتھر مٹی آگ سے نہیں جلتے ۵۔ منکرین قیامت کو بھی اپنے دین کی حقانیت کا یقین نہیں وہ شک میں ہی ہیں ۶۔ لہٰذا یہ تمام چیزیں لوگوں کے علم کے لئے ہیں۔ رب تعالیٰ تو ہمیشہ سے حفیظ ہے، علیم ہے، خبیر ہے۔ یہ کلمہ لنعلم کا بیان ہے ۷۔ یعنی اے بت پرستو! اپنی مصیبتوں میں اپنے جھوٹے معبودوں کو پکار کر دیکھو۔ یہ تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکتے۔ اس میں کفر کی اجازت نہیں بلکہ ان کے عقیدے کی برائی کا بیان ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز پر مالک نہ ہونا بتوں کے لئے ہے۔ انبیاء و اولیاء، رب کی عطا سے رب کی ہر چیز کے مالک ہیں، رب فرماتا ہے إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وَأَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ الخ بلکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مصیبت میں حضور کے آستانہ پر جاؤ فرماتا ہے، وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ۔ بہرحال یہ آیت بتوں کے لئے ہے نہ کہ نبیوں اور ولیوں کے لئے ۹۔ کہ یہ بت نہ خلق میں رب کے شریک ہیں نہ ملکیت میں نہ تصرف کرنے میں ۱۰۔ کہ یہ بت اپنے پجاریوں کی دنیا و آخرت میں مدد نہ کر سکیں گے، بلکہ آخرت میں ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفیع اور مشفوع دونوں کے لئے اذن الٰہی ضروری ہے لہٰذا شفاعت صرف صالحین کریں گے اور صرف مومنوں کی کریں گے ۱۲۔ قیامت میں پہلے تو مومن شفیع و مشفوع سب کو گھبراہٹ ہوگی مگر جب صالح مومنوں کو شفاعت کی اجازت مل جائے گی تو انکے دل کی گھبراہٹ

(بقیہ صفحہ ۶۸۷) دور ہو جائے گی۔ خیال رہے کہ اس گھبراہٹ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صالحین محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے لا یحزنہم الفزع الاکبر ۱۳۔ یعنی اجازت شفاعت ملنے کے بعد شفاعت کرنے والے مومن خوشی میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ تم سے رب نے کیا فرمایا۔ وہ جواب دیں گے کہ شفاعت کی اجازت دی اور یہ شفاعت اور اجازت برحق ہے ۱۴۔ کہ تمام بلندوں کی بلندی اضافی ہے' رب کی عظمت حقیقی جو کسی کے وہم و قیاس و گمان میں نہ آسکے مخلوق میں سب سے بلند عظمت حضور کی ہے۔ حضور سے بڑی عظمت والا ان کا رب ہے جس نے انہیں عظمت دی۔ (روح)

قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ

ہے آسمانوں اور زمین سے ۱ تم خود ہی فرماؤ اللہ ۲ اور بے شک ہم یا تم یا تو ضرور

مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ

ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ۳ تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا ۴ تو اس کی

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ

تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کوتکوں کا ہم سے سوال ۵ تم فرماؤ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا ۶ پھر

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِىَ

ہم میں سچا فیصلہ فرمادے گا ۷ اور وہی ہے بڑا نیاؤ چکانے والا سب کچھ جانتا ۸ تم فرماؤ مجھے

الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ

دکھاؤ ۸ تو وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں ہشت ۹ بلکہ وہی ہے اللہ عزت والا

الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا

حکمت والا اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا ۱۰ مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے

وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

والی ہے ۱۱ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۱۲

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو ۱۳

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً

تم فرماؤ تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو

وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

نہ آگے بڑھ سکو ۱۴ اور کافر بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے

بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ

اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں ۱۵ اور کسی طرح تو

۱۔ کہ آسمان سے بارش برسا کر' زمین سے سبزہ نکال کر جسمانی روزی دیتا ہے اور آسمان نبوت زمین ولایت سے روحانی روزی بخشتا ہے۔ ۲۔ اولاً تو کفار خود ہی یہ جواب دیں گے کہ وہ بھی اس کے قائل ہیں اور اگر وہ یہ جواب نہ دیں تو آپ خود جواب دے دیں ۳۔ یعنی ہم تم دونوں نہ ہدایت پر ہیں کیونکہ نقیضیں جمع نہیں ہو سکتیں اور نہ دونوں گمراہی پر کیونکہ دونوں نقیضیں اٹھ بھی نہیں سکتیں۔ یہاں او فرمانا شک کے لئے نہیں جو مومن اپنے ایمان میں شک کرے وہ کافر ہے بلکہ کفار سے اقرار کرانے کے لئے ہے کہ جو اللہ کو ایک مانے' اسے خالق مالک جانے وہ یقیناً" ہدایت پر ہے اور جو اس کے خلاف کہے وہ گمراہ ہے ۴۔ نہ کہ واقع میں، کیونکہ نبی گناہ سے معصوم ہیں ۵۔ کیونکہ ہم نے تم کو تبلیغ فرمادی۔ اب قبول نہ کرنا تمہارا اپنا قصور ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۶۔ قیامت میں اولاً سب بندے ایک جگہ جمع ہوں گے پھر مومن اور کافر کی چھانٹ کر دی جاوے گی کہ رب فرماوے گا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ یہ چھانٹ رب تعالیٰ کا عملی فیصلہ ہو گا۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی فرمادیا گیا۔ ۷۔ لہٰذا اس کا فیصلہ بالکل برحق ہو گا کیونکہ حاکم اپنی بے علمی کی وجہ سے غلط فیصلہ کرتا ہے ۸۔ یہاں دکھانے سے ظاہری دکھانا مراد نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بتوں کو ملاحظہ تو فرماتے ہی تھے بلکہ کفار کو ذلیل کرنے کے لئے، شرک کے دلائل بیان کرنے کا حکم فرمایا جا رہا ہے کہ ان بتوں کی الوہیت کے دلائل دکھاؤ بتاؤ ۹۔ ہرگز ان کی الوہیت ثابت نہیں کر سکتے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اور لوگ دنیا میں آئے ہیں' حضور بھیجے گئے ہیں لہٰذا ہم اپنے خود ذمہ دار ہیں اور حضور کا رب ذمہ دار ہے۔ جیسے کسی جگہ خود جانا' اور حکومت کا سفیر بن کر جانا۔ بہرحال دنیا میں آئے سب' مگر آنے کی نوعیت میں فرق ہے ایسے ہی نبی اور ہمارے کھانے پینے سونے جاگنے کی نوعیتوں میں فرق ہے پیغمبر کا ہر کام عبادت ہے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ حضور گزشتہ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی لئے معراج میں سارے نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہاں انسانوں کی قید بشارت اور ڈرانے کے لئے ہے۔ یعنی جنت کی خوشخبری اور جہنم کا عذاب ان دونوں کا مجموعہ صرف انسانوں کے لئے ہے۔ جنات کے لئے عذاب دوزخ تو ہے مگر جنت کا ثواب نہیں' اور دیگر مخلوق کے لئے نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ ڈرانا عالمین کے لئے اور جنت کی خوشخبری صرف انسانوں کے لئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور دوسری آیتوں میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ جب حضور تمام لوگوں کے لئے کافی ہیں تو اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے اللہ رب الناس ہے تو اور رب کی ضرورت نہیں ۱۲۔ بلکہ وہ اپنی جہالت سے یا تو آپ کی نبوت کے منکر ہیں جیسے عام کفار یا آپ کی ختم نبوت اور کافۃ للناس کے انکاری جیسے اس وقت کے مسیلمہ کذاب کے ماننے والے اور آج قادیانی ۱۳۔ ان کا یہ سوال ہنسی دل لگی کے لئے تھا کہ قیامت کب آئے

(بقیہ صفحہ ۶۸۸) گی اس لئے جواب نہ دیا گیا۔ حضور نے مسلمانوں کو قیامت کا دن' قیامت کا مہینہ' تاریخ' علامات سب کچھ بتا دیں کہ محرم کا مہینہ' عاشورہ کا دن' بروز جمعہ واقعہ ہوگی اور علامات قیامت یہ ہوں گی ۱۴۔ اس دن سے مراد یا قیامت کا دن ہے یا ان کی موت کا دن۔ خیال رہے کہ موت کا دن بزرگوں کی دعا سے ٹل جاتا ہے بلکہ شیطان کی دعا سے بھی اس کی عمر لمبی بخشی گئی۔ فرماتا ہے۔ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے چالیس سال کے سو سال فرمادی گئی۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ تم اپنی منشا سے اپنی موت سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ ہم بڑھاویں تو بڑھاویں ۱۵۔ یہ مشرکین مکہ کا قول ہے ورنہ اہل کتاب تورات و انجیل کو مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم کو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ

دیکھے جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائیں گے ؎۱ ان میں ایک دوسرے پر

اِلٰى بَعْضِ ۣ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ

بات ڈالے گا وہ جو دبے تھے ان سے کہیں گے جو اونچے کھینچے تھے

اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

اگر تم نہ ہوتے ؎۲ تو ہم ضرور ایمان لے آتے ؎۳ وہ جو اونچے کھینچتے تھے

اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ

ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا

عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

ہدایت سے ؎۴ بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی بلکہ تم خود مجرم تھے ؎۵

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ

اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے ؎۶ ان سے جو اونچے کھینچتے تھے بلکہ

مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ

رات دن کا داؤں تھا ؎۷ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کریں

وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

اور اس کے برابر والے ٹھہرائیں ؎۸ اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے جب

الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ

عذاب دیکھا ؎۹ اور ہم نے طوق ڈالے ان کی گردنوں میں جو منکر تھے ؎۱۰

كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ

وہ کیا بدلہ پائیں گے مگر وہی جو کچھ کرتے تھے ؎۱۱ اور ہم

اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ

نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں نے یہی کہا ؎۱۲

۱۔ قیامت میں اپنا فیصلہ سننے کے لئے جبراً" کھڑے کئے جائیں گے۔ مومن بخوشی کھڑے ہوں گے۔ ۲۔ اور ہم کو ایمان لانے سے نہ روکتے (خزائن العرفان) ۳۔ کیونکہ ہم نے اسلام کی حقانیت کے دلائل دیکھ لئے تھے۔ فقط تمہارے بہکانے کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ معلوم ہوا کہ ایسے عذر بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ۴۔ ہرگز نہیں' تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی دوستیاں آخرت میں دشمنیوں سے تبدیل ہو جائیں گی وہی دوستی قائم رہے گی جو اللہ کے لئے ہو جیسا کہ بہت جگہ قرآن نے اعلان فرمایا۔ ۵۔ یعنی گمراہ ہونے میں تم ہماری طرح مجرم ہو۔ لہٰذا ہمیں تمہیں یکساں عذاب ہونا چاہیے۔ یہ آیت ان آیتوں کی تفسیر ہے کہ قیامت میں کوئی شفاعت نہ کرے گا' یعنی کفار کی بلکہ انہیں جن سے امید تھی وہ دشمن ہوں گے۔ بعض جہلاء یہ آیت مسلمانوں اور اولیاء اللہ و انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں کہ یہ گفتگو قیامت میں پیر مرید نبی امتی میں ہوگی مگر لطف یہ ہے کہ خود بھی اپنے پیروں کے مرید ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے۔ بخاری میں ہے کہ خوارج کا بدترین کفر یہ ہے کہ وہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ خیال رکھو کہ یہ آیت کفار اور ان کے پیشواؤں کے متعلق ہے۔ ۶۔ اور دوسروں کی دیکھا دیکھی کافر ہو گئے تھے۔ اس میں وہ فقراء کفار بھی داخل ہیں جو امیروں کی وجہ سے کافر ہوئے اور وہ جاہل کفار بھی جو علم والے کفار کی وجہ سے بہک گئے ۷۔ یعنی تم دن رات بہکانے کی تدبیریں کرتے رہے اور ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ غرضیکہ کفار ایک دوسرے کے عیب کھولیں گے ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ کا انکار اللہ کا انکار ہے کیونکہ وہ کافر اللہ کے منکر نہ تھے' حضور کے منکر تھے مگر اسے اللہ کا انکار قرار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ کفار اپنے بتوں کو رب کے برابر یا اس کی مثل سمجھتے تھے اس لئے مشرک ہوئے۔ رب فرماتا ہے کہ وہ بتوں سے کہیں گے اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار اپنے پچھتانے کو چھپائیں گے مگر رب نے ظاہر فرما دیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمانوں کے گلے میں طوق نہ ہوں گے اگرچہ وہ دوزخ میں جا کر کچھ سزا پائیں گے کیونکہ یہ طوق کفار کے لئے عذاب مقرر ہوا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے۔ گلے میں طوق ہونا کافر کی علامت ہوگی۔ گلا خالی ہونا مومن کی پہچان۔ رب فرماتا ہے يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ غرض کہ گنہگار مومن کو دوزخ کی سزا عتاب کے طور پر ہوگی اور کافر کو عقاب و عذاب کے طریقہ پر ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے کفر یا بدعملی نہ کی۔ دوزخ جنت کی طرح بغیر عمل نہ ملے گی۔ جنت بعض کو بغیر عمل بھی ملے گی ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا اکثر مالدار ہی انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں اور

إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهٖ كٰفِرُونَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ

کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں ۱؎ اور بولے ہم مال اور اولاد

أَمْوَالًا وَّأَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۳۵﴾ قُلْ إِنَّ

میں بڑھ کر ہیں ۲؎ اور ہم پر عذاب ہونا نہیں ۳؎ تم فرماؤ بے شک

رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ

میرا رب رزق وسیع کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُم

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۴؎ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ۵؎

بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفٰٓى إِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے

صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا

اور نیکی کی ۶؎ ان کے لئے دونا دوں صلہ ان کے عمل کا بدلہ ۷؎

وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُونَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِيٓ

اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں میں

اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿۳۸﴾

ہرانے کی کوشش کرتے ہیں ۸؎ وہ عذاب میں لا دھرے جائیں گے ۹؎

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے

وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ

اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے ۱۰؎ اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو

وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

وہ اس کے بدلے اور دے گا ۱۱؎ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ۱۲؎ اور جس دن ان سب کو اٹھائے

(بقیہ صفحہ ۶۸۹) فقراء ان کی اتباع۔ یہ قانون قیامت تک رہے گا کہ سردار مالدار گناہوں میں پیش پیش۔ فقراء نیکیوں میں آگے۔ الا ماشاء اللہ۔ آج بھی اس کی مثال دیکھی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ عثمان غنی کے خزانہ کی دولت بخشے۔

ا۔ شان نزول۔ حضور کے زمانے میں دو شخص تھے تجارت میں شریک‘ ایک تو تجارت کے لئے شام کو گیا دوسرا مکہ معظمہ میں رہا جب حضور نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا اور یہ خبر شام میں پہنچی تو شام والے نے اپنے مکہ والے شریک کو خط لکھا کہ تو مجھے حضور کے حالات کی خبر دے۔ مکہ والے نے لکھا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر صرف غرباء ہی نے ان کی بات مانی ہے جب یہ شامی مکہ معظمہ آیا تو حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کا وعظ سن کر ایمان لایا اور عرض کیا کہ میں گواہ ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تم نے یہ کیسے جانا۔ عرض کیا کہ میں پچھلی کتابوں کا عالم ہوں۔ ہمیشہ رسولوں کی اطاعت پہلے غریبوں نے کی ہے۔ اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۲۔ تو جیسے ہم دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ عیش میں ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں ہو گا۔ یہ الزاما" کہتے تھے ورنہ وہ آخرت کی سزا و جزا کے قائل نہ تھے ۳۔ کہ دنیا کی تنگی و فراخی اعمال یا ایمان کا نتیجہ نہیں۔ آخرت کا عیش اور تکلیف اعمال کا نتیجہ ہوں گے۔ کھیت میں دانا بھوسہ ایک ساتھ رہتے ہیں مگر کاٹنے کے بعد بھوسے کی جگہ اور ہے دانہ کا مقام اور۔ دنیا کھیت ہے۔ ۴۔ اے کافرو! معلوم ہوا کہ کافر باپ کی مومن یا ولی اولاد اسے عذاب سے نہیں بچا سکتی ۵۔ اس کا مال و اولاد قرب الٰہی کا ذریعہ ہے کہ نیک اولاد کے ذریعہ مومن ماں باپ کے درجے بلند ہوتے ہیں اور مال کے صدقات و خیرات بلکہ مومن کے تمام اخراجات قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ ۶۔ اپنے اعمال کا بھی بدلہ اور اپنی نیک اولاد کا بھی بدلہ جنہیں نیک بنا کر یہ رب کی بارگاہ میں گیا۔ لہٰذا تمام امت کی نیکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلندی درجات کا ذریعہ ہیں کہ یہ سارا باغ انہی کا لگایا ہوا ہے ۷۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ خود اپنے عمل‘ بلاواسطہ اپنے ہیں اور نیک اولاد کے عمل بالواسطہ اپنے عمل ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ اس طرح کہ اپنی چرب زبانی سے قرآنی آیات جھٹلانا چاہتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ ہار جیت کے لئے مناظرہ کرنا اور آیات پڑھنا کفار کا شیوہ اور جہنمی ہونے کا ذریعہ ہے۔ آیات الٰہی صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے پڑھی جاویں۔ اور سب سے بدتر وہ ہے جو قرآنی آیات اس نیت سے پڑھے کہ اس سے حضور کی تنقیص شان ثابت کی جائے۔ قرآن کو قرآن والے محبوب کی اہانت کا ذریعہ نہ بناؤ ۱۰۔ اس طرح کہ ایک ہی بندے پر کبھی فراخی فرماتا ہے کبھی تنگی ۱۱۔ یا نقد آخرت میں یا دنیا و آخرت دونوں میں کہ کبھی دنیاوی مال میں بھی برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خرچ کرو تم پر خرچ کیا جاوے گا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا ۱۲۔ یعنی جن کے ذریعہ تمہیں رزق پہنچتا ہے جیسے خاوند کے ذریعہ بیوی کو‘ سلطان کے ذریعہ رعایا کو‘ مولیٰ کے ذریعہ غلاموں کو‘ مالداروں کے ذریعہ فقراء کو‘ ان سب میں رب تعالیٰ اعلیٰ رازق ہے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ اس سے بہت سے رازق ثابت ہوئے، یہ تو شرک ہے‘ کیونکہ وہ سب مجازی رازق ہیں‘ رب تعالیٰ حقیقی‘ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو شافع نافع وغیرہ صفات سے موصوف کر سکتے ہیں۔

يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾

گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں پوجتے تھے ۱

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا

وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ بلکہ جنوں کو

يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ

پوجتے تھے ۲ ان میں اکثر ۳ انہیں پر یقین لائے تھے ۴ تو آج تم میں ۵

لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ

ایک دوسرے کے بھلے برے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا ۶ اور ہم فرمائیں گے

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

ظالموں سے ۷ اس آگ کا عذاب چکھو جسے

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا

جھٹلاتے تھے اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں

هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ

یہ تو نہیں مگر ایک مرد ۸ کہ تمہیں روکنا چاہتے ہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں

اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ

سے ۹ اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر بہتان جوڑا ہوا ۱۰ اور کافروں نے

كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾

حق کو کہا جب ان کے پاس آیا یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ۱۱

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں نہ دیں جنہیں پڑھتے ہوں ۱۲ اور نہ تم سے پہلے ان کے

قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا

پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا ۱۳ اور ان سے اگلوں نے جھٹلایا اور یہ اس

۱۔ قیامت میں اولاً سارے کافر یکجا جمع کئے جائیں گے۔ پھر ان میں سے ہر قسم کے کفار کو علیحدہ کیا جائے گا۔ سب کفار کو جمع فرما کر فرشتوں سے یہ سوال ان کفار کو شرمندہ کرنے کے لئے ہوگا نہ کہ فرشتوں پر عتاب کے لئے ۲۔ کیونکہ اس پوجا میں وہ شیاطین کی اطاعت کرتے تھے۔ لہٰذا در پردہ وہ شیاطین کے پجاری ہوئے نہ کہ ہمارے ۳۔ یہاں اکثر۔ بمعنی کل ہے کیونکہ سارے کفار شیاطین کے ماننے والے تھے یا ھم کا مرجع انسان ہیں۔ یعنی اکثر انسان شیاطین کو مانتے تھے۔ اور تھوڑے لوگ مومن تھے (روح) لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ سارے کفار شیاطین کو مانتے تھے پھر اکثر کیوں فرمایا۔ ۴۔ یہاں ایمان لغوی معنی میں ہے، نہ کہ شرعی معنی میں ۵۔ اے کافرو اور شیطانو ' یعنی نہ کافر کو شیطان نفع دیں نہ شیاطین کو کافر فائدہ پہنچائیں ' نیز ایک دوسرے کو نقصان بھی نہ پہنچائیں گے۔ سب رب کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ سب کو فرشتے سزا و نقصان دیں گے۔ لہٰذا آیت صاف ہے ۶۔ اس سے پتہ لگا کہ مومن قیامت میں باذن الٰہی بعض بعض کو نفع پہنچائیں گے۔ کیونکہ یہاں یہ کفار کے لئے فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے ' يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اس کی تحقیق ہماری کتاب علم القرآن میں دیکھو۔ بعض صالحین گنہگار مسلمانوں کی شفاعت کریں گے ۷۔ یعنی کافروں سے رب فرماتا ہے، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ' معلوم ہوا کہ دوزخی مسلمانوں سے طعن کے خطابات نہ ہوں گے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے حضور کو مرد، آدمی 'بشر' بھائی وغیرہ کہنا کافروں کا کام ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اپنے باپ دادوں کے رسم کو شرعی احکام کے مقابل ترجیح دینا کفار کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس دل میں حضور کا ادب و وقار نہ ہو اس دل میں قرآن کریم کا وقار کبھی نہیں قائم ہو سکتا ۱۰۔ یہ لوگ اگر حضور کا درجہ جان جاتے تو قرآن کریم کو بہتان کبھی نہ کہتے۔ اس لئے حضور نے پہلی تبلیغ میں یہ ہی فرمایا کہ بتاؤ میں تم میں کیسا ہوں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کو خود اپنی کسی بات پر قرار نہ تھا کہ کبھی قرآن شریف کو بہتان کہتے تھے کبھی جادو کبھی شعر کبھی کہانت۔ یہ ہی حال آج بے دین فرقوں کا ہے کہ انہیں اپنی ایک بات پر قرار نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی کبھی نبی بنا کبھی کرشن، کبھی خدا کبھی مسیح، کبھی حسین، کبھی حیض والی عورت ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حجاز بلکہ عرب میں حضور سے پہلے کوئی آسمانی کتاب اور کوئی پیغمبر تشریف نہ لائے لوگ اولاً دین ابراہیمی پر تھے پھر اکثر مشرک ہو گئے جس آسمان پر سورج ہے وہاں کوئی اور تارہ نہیں ۱۳۔ اسماعیل علیہ السلام کے بعد لہٰذا اصحاب فترۃ کو صرف توحید کا عقیدہ کافی تھا اور اس میں بھی حضور کی شان کا اظہار ہے زیادہ بگڑی جگہ بڑے مصلح کو بھیجا جاتا ہے۔

بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾

کے دسویں کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا ۱ پھر انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا تم فرماؤ میں تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں ۲ کہ اللہ کے لئے کھڑے رہو ۳ دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو ۴ کہ تمہارے ان صاحب میں جنون کی کوئی بات نہیں ۵ وہ تو نہیں مگر تمہیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے ۶ تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر جو کچھ اجر مانگا ہو وہ تمہیں کو ۷ میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے ۸ اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ۹ تم فرماؤ بیشک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے ۱۰ بہت جاننے والا سب غیبوں کا تم فرماؤ حق آیا ۱۱ اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آئے ۱۲ تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا ۱۳ اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے ۱۴ بے شک وہ سننے والا نزدیک ہے اور کسی طرح تو دیکھے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے ۱۵ اور ایک قریب جگہ

ع ۵ / ۹

۱۔ یعنی کفار قریش کو قوم عاد و ثمود و فرعون وغیرہ کے مقابلہ میں قوت مال اولاد عمر کا دسواں حصہ بھی نہ ملا ہے۔ جب نبی کی مخالفت سے وہ قومیں تباہ ہو گئیں تو ان کفار کی کیا حقیقت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روحانی طاقت کے مقابل جسمانی قوت بیکار ہوتی ہے کیونکہ ان کا کنکشن رب تعالیٰ سے ہوتا ہے ۲۔ جو ایک بات' ایمان و عرفان' خدا رسی سب کے لئے کافی ہو گی ۳۔ محض حق طلبی کے لئے ضد سے خالی ہو کر' معلوم ہوا کہ نیکی کے لئے کھڑا ہونا' بیٹھنا' جمع ہونا بھی عبادت ہے۔ دینی مدرسے' دینی جلسے' سب باعث ثواب ہیں۔ اس مقصد کے لئے خلوت جلوت سب ہی عبادت ہے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ سوچنے اور غور کرنے کے لئے بھیڑ سے تنہائی بہتر ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور کے احوال طیبہ طاہرہ کو سوچنا بھی عبادت اور امر الٰہی ہے۔ اس سے ایمان میں تازگی ہوتی ہے بلکہ یہ عبادات کی اصل ہے کہ تمام عبادات حضور کی عظمت سے نصیب ہوتی ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو ۵۔ یعنی انہوں نے دعویٰ نبوت جنون سے نہیں کیا۔ ان کے معجزات سے ان کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ سچے نبی ہیں اور نبی کبھی دیوانہ نہیں ہو سکتے ۶۔ اس عذاب سے مراد یا تو دنیا کے وہ عذاب ہیں جو اسلامی جنگوں کی شکل میں آئے یا وہ عذاب جو موت کے وقت اور موت کے بعد ہوں گے یا قیامت کے عذاب ۷۔ مبارک ہو' اپنے پاس سنبھال رکھو۔ یعنی میں نے تبلیغ پر کبھی اجرت طلب نہ کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ مطالبہ میں نے تبلیغ نبوت کے شکریہ میں کیا ہے وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے یعنی حضور کے قرابت داروں سے محبت کرنا۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کیونکہ حضور کے قرابت داروں سے محبت ہمارے لئے ہی مفید ہے (روح) مگر اگلا مضمون پہلے معنی کی تائید کر رہا ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا معاوضہ تبلیغ کرنا سنت پیغمبر ہے ۹۔ یہاں گواہ سے مراد شرعی گواہ نہیں جو حاکم کے سامنے مدعی کی گواہی دے۔ رب تعالیٰ احکم الحاکمین ہے وہ گواہی کس کے دربار میں دے گا' بلکہ مراد مشاہدہ فرمانے والا ہے۔ یعنی رب تعالیٰ میرے اور تمہارا اعمال کا ایسا مشاہدہ فرما رہا ہے جیسے گواہ واردات کا' یا یہ مطلب ہے کہ جیسے میں رب کی توحید اس کی ذات و صفات کا عینی گواہ ہوں ایسے ہی رب تعالیٰ میری نبوت و میرے صفات کا گواہ ہے جس نے گواہی دے کر میری تائید فرمائی۔ حضور کو معجزات دینا' قرآن کریم میں آپ کی نبوت و کمالات کا اعلان فرمانا رب کی گواہی ہے۔ لہٰذا کل شئی سے مراد حضور کی تمام صفات کمالیہ ہیں لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ جب رب گواہ ہوا تو حاکم کون ہے جو اس کی گواہی پر فیصلہ کرے۔ یہ گواہی عرفی ہے جو تائید و تقویت کے لئے ہو، شرعی نہیں جو فیصلہ کے لئے ہو ۱۰۔ میرے دل میں اب بھی اور نزول قرآن کریم سے پہلے بھی۔ حضور کو خود رب تعالیٰ نے حق کی تعلیم دی۔ حضور کسی کے شاگرد نہیں ۱۱۔ حق سے مراد قرآن ہے یا اسلام یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور کا ہر قول و فعل بلکہ زندگی کا ہر شعبہ حق ہے۔ حضور سراپا حق جیسے سونے کی کان سے سونا ہی نکلتا ہے۔ ایسے ہی حضور سے حق ہی صادر ہوتا ہے ۱۲۔ رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ حرمین الشریفین میں شرک و بت پرستی انشاء اللہ قیامت تک نہیں ہو گی اور خانہ کعبہ میں اب کبھی بت نہ آئیں گے ۱۳۔ اس میں حضور نے اپنا ذکر فرمایا مگر مراد دوسرے ہیں یعنی جو بہکا وہ اپنی شامت نفس سے بہکا اور جس نے ہدایت پائی وہ میری وحی کے ذریعہ سے۔ نیز کسی کے بہکنے کا وبال دوسرے پر نہ ہو گا خود بہکنے والے پر ہو گا ۱۴۔ یعنی مجھے اور سارے

(بقیہ صفحہ ۶۹۲) عالم کو ہدایت میری وحی کے ذریعہ ملتی ہے۔ ۱۵۔ کفار مرتے وقت یا قبر سے اٹھتے وقت یا بدر کے دن (خزائن)

۱۔ جہاں بھی ہوں نہایت آسانی سے پکڑے جائیں گے۔ کیونکہ رب کی پکڑ بہت قریب ہے ۲۔ یعنی اس وقت عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے مگر چونکہ وہ جگہ عمل کی نہیں اس لئے ان کا اس وقت کا ایمان قبول نہ ہو گا ۳۔ یعنی ایسے ہی الاؤ تلا حضور کی شان میں بکواس بک دیتے ہیں جو حق سے بہت دور ۴۔ یعنی توبہ و ایمان لانا چاہیں گے مگر نہ لا سکیں گے۔ ان میں اور توبہ میں فاصلہ کر دیا جائے گا ۵۔ چنانچہ فرعون ڈوبتے وقت ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔ دوسری ہلاک شدہ قوموں نے ہلاکت کے وقت نبی کی تصدیق کی مگر نہ مانی گئی ۶۔ یعنی ایمان و ایمانیات پر یقین نہ کرتے تھے۔ اور جو یقین مومن کو دین پر حاصل ہوتا ہے وہ کافر کو نہیں ہوتا۔ اکثر کفار مرتے وقت کلمہ پڑھا کرتے ہیں۔ ۷۔ اس کو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں ۸۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ ہر حمد رب کی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مخلوق خالق کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ کہ مخلوق کو دیکھو خالق کا پتہ لگاؤ ۹۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں میں اعلیٰ درجہ والے وہ ہیں جو انبیاء کی خدمت میں پیغام الٰہی لاتے ہیں کیونکہ وہ نبیوں کے خدام ہیں۔ یہاں خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ ۱۰۔ اس طرح کہ بعض فرشتوں کے دو پر ہیں۔ بعض کے تین' بعض کے چار' روح البیان نے فرمایا کہ یہ پروں کی زیادتی ان کے مراتب کی زیادتی کی بنا پر ہے۔ ورنہ فرشتہ آن واحد میں آسمان و زمین کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ عدد کا بیان حصر یا زیادتی کی نفی کے لئے نہیں ہے۔ بعض فرشتوں کے بہت زیادہ پر ہیں۔ حضور نے حضرت جبریل کے چھ سو پر ملاحظہ فرمائے۔ فرشتوں کے پر پرندوں کے پروں کی طرح نہیں۔ ان کی حقیقت اللہ رسول ہی جانتے ہیں۔ دیکھو چمگادڑ کے پر گوشت و خون ہیں وہ دوسرے پرندوں سے ممتاز ہے ۱۱۔ یعنی ان فرشتوں میں پروں کے علاوہ اور بھی تفاوت ہے۔ نیز رب تعالیٰ نے دیگر مخلوقات میں بہت فرق رکھا ہے۔ جنسیں' نوعیں' صنفیں' اور اشخاص ایک دوسرے سے فصلوں' عرضوں اور صفتوں میں فرق رکھتے ہیں ۱۲۔ لہٰذا اس کی قدرت ان موجودات میں منحصر نہیں بلکہ ہمارے خیال و وہم سے وراء ہے۔ یہاں شئ بمعنی ممکن ہے نہ بمعنی موجود۔

رکوع ۱۲

وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ ۚ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾ ع

اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے اور اب وہ اسے کیونکر پائیں اتنی دور جگہ سے ۱؎ کہ پہلے تو اس سے کفر کر چکے تھے اور بے دیکھے پھینک مارتے ہیں دور مکان سے ۳؎ اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں جسے چاہتے ہیں ۴؎ جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا تھا ۵؎ بے شک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے ۶؎

اٰیاتہا ۴۵	۳۵ سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ۴۳	رُکوعاتہا ۵

سورۃ فاطر مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۴۵ آیات، ۷۷۹ کلمات، ۳۰۱۳۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ

سب خوبیاں اللہ کو ۸؎ جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ۹؎ فرشتوں کو رسول کرنے والا ۱۰؎ جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں ۱۱؎ بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے ۱۲؎ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۳؎ اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے اس کا کوئی روکنے والا

۱۔ دینی رحمت یا دنیاوی' ایمان عرفان' رزق' بارش' دولت' صورت و سیرت سب ہی اس میں داخل ہیں۔ لہٰذا رب پر توکل کرو ۲۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ ۳۔ لہٰذا اس نے جسے جو دیا حکمت سے دیا۔ اس کی عطا پر اعتراض کرنے والا جاہل ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے اور حضور تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہیں تو آپ کی یاد بھی عبادت ہوئی خواہ اکیلے کی جائے یا جماعت میں جیسے میلاد شریف وغیرہ ۵۔ اس میں معتزلہ کا رد ہے جو بندے کو اپنے اعمال کا خالق مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال بھی رب کی مخلوق ہیں اگرچہ ان کے کاسب ہم ہیں ۶۔ کوئی نہیں' لہٰذا روزی کی طلب میں دل رب سے لگاؤ۔ دیگر

لَھَا ۚ وَمَا یُمْسِکْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَھُوَ

نہیں ۱؎ اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں ۲؎ اور وہی

الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۲﴾ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

عزت و حکمت والا ہے ۳؎ اے لوگو اپنے اوپر اللہ کا احسان

عَلَیْکُمْ ؕ ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُکُمْ مِّنَ

یاد کرو ۴؎ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے ۵؎ کہ آسمان

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ﴿۳﴾

اور زمین سے تمہیں روزی دے ۶؎ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو ۷؎

وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ ؕ

اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں ۸؎ تو بے شک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے

وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ

اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں ۹؎ اے لوگو بے شک اللہ کا

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۥ وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ

وعدہ سچ ہے ۱۰؎ تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی ۱۱؎ اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ

فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ۱۲؎ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے ۱۳؎ تو تم بھی اسے دشمن

عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۶﴾

سمجھو ۱۴؎ وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے ۱۵؎ کہ دوزخیوں میں ہوں

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۬ؕ وَالَّذِیْنَ

کافروں کے لئے سخت عذاب ہے ۱۶؎ اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ﴿۷﴾

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۱۷؎

چیزیں رزق کا سبب ہیں رازق نہیں ۷۔ لہٰذا رزق یا سبب رزق کی پوجا نہ کرو۔ مشرکین غلہ' زمین' سورج بادل کو پوجتے ہیں۔ اس طرح موسموں کی پرستش کرتے ہیں۔ کہ یہ سب رزق کے اسباب ہیں' یہ ہی حال مشرکین عرب کا تھا۔ ۸۔ تو آپ غم نہ کریں' کیونکہ فقد کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی علت بیان کرنے کے لئے ہے۔ یعنی آپ ان کے جھٹلانے پر غم نہ کریں۔ کیونکہ ہمیشہ سے کفار نبیوں کو جھٹلاتے رہے ہیں اور انبیاء صبر کرتے رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خوش کرنا آپ کے غم دور کرنا سنت الٰہیہ ہے۔ ۹۔ لہٰذا وہ آپ کو تبلیغ کا اجر' کفار کو انکار کی سزا ضرور دے گا ۱۰۔ اس میں اشارۃً مسئلہ امکان کذب کا رد ہے۔ یہ بھی اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ وعید کا خلاف ہو سکتا ہے۔ وہ کذب نہیں بلکہ معافی ہے۔ نیز وعید مشیت پر موقوف ہے رب فرماتا ہے۔ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اگر کسی مجرم کو رب سزا نہ دے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب نے معاذ اللہ جھوٹ بولا۔ سزا رب کے ارادے پر موقوف ہے۔ چونکہ سزا کا ارادہ نہ ہوا اس لئے اس کو سزا نہ ملی ۱۱۔ کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ کرنا' رب کی ڈھیل سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ۱۲۔ غرور شیطان کا نام ہے۔ اس کے معنی ہیں فریبی دھوکا باز' صوفیاء فرماتے ہیں۔ جو مال اولاد حکومت عزت رب سے باغی بنا دے وہ غرور ہے ۱۳۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے وہ مردود ہو کر جنت سے نکالا گیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب نے ہماری وجہ سے ہمارے دشمن شیطان کو ہمارے گھر یعنی جنت سے نکالا تو ہم کو بھی چاہیے کہ شیطان کو خدا کے گھر یعنی اپنے دل سے نکالیں۔ ۱۴۔ اور کبھی اس سے بے خطر نہ رہو اس نے بڑے بڑے عابدوں کو بہکا دیا ہے۔ عقائد و اعمال میں اس کے خلاف رہو ۱۵۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں دو دھڑے ہیں۔ ایک روحانی دوسرا شیطانی۔ قیامت میں ہر گروہ اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ شیطانی فرقہ شیطان کے ساتھ' رحمانی فرقہ اللہ کے محبوبوں کے ساتھ ۱۶۔ ہمیشہ کی رسوائی اور فرشتوں وغیرہ کا عذاب' جس سے انشاء اللہ گنہگار مومن محفوظ رہیں گے۔ ۱۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ایمان عمل پر مقدم ہے کہ بغیر ایمان عمل معتبر نہیں۔ دوسرے یہ کہ نیک اعمال گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ

تو وہ کیا جس کی نگاہ میں اس کا برا کام آراستہ کیا گیا کہ اس نے اسے بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہو جائے

يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ

گا اس لئے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو تمہاری جان ان پر

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾

حسرتوں میں نہ جائے اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ

اور اللہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں کہ بادل ابھارتی ہیں پھر ہم اسے کسی مردہ شہر کی طرف

اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

رواں کرتے ہیں تو اس کے سبب ہم زمین کو زندہ فرماتے ہیں اس کے مرے پیچھے

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

یونہی حشر میں اٹھنا ہے جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت تو

جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

سب اللہ کے ہاتھ ہے اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے

يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ

بلند کرتا ہے اور وہ جو برے داؤں کرتے ہیں ان کے لئے سخت

شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ

عذاب ہے اور انہیں کا مکر برباد ہوگا اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ

سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں کیا جوڑے جوڑے اور کسی مادہ کو پیٹ

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ

نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس بڑی عمر والے کو عمر

۱۔ یہ آیت ابوجہل وغیرہ ان مشرکین مکہ کے متعلق نازل ہوئی۔ جو کفر و گناہ کرتے اور ان حرکات پر فخر کرتے تھے۔ اپنی بدکرداریوں کو اچھا اور مسلمانوں کی نیک کاریوں کو برا سمجھتے تھے۔ اس میں آج کل کے وہ روافض، وہابی، چکڑالوی، مرزائی وغیرہ بھی داخل ہیں جو اپنی بے دینیوں کو دین اور بدعملیوں کو نیکی سمجھ کر ان پر فخر کرتے ہیں۔ یہ بدترین جرم ہے ۲۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ ان مردودوں کے ایمان نہ لانے پر افسوس نہ فرمادیں۔ ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا کچھ بگڑتا نہیں ۳۔ اس کی جگہ سے کیونکہ ہوا کا بھی ایک مقام ہے جہاں سے آتی ہے۔ جو ہوا ہروقت ہمارے پاس رہتی ہے یعنی ٹھہری ہوئی ہے وہ دوسری نوعیت کی ہوا ہے۔ روح البیان نے فرمایا کہ ارسال کے معنی بھیجنا اور کھولنا اور چھوڑنا ہیں ۴۔ مردہ شہر سے مراد خشک زمین ہے۔ اس میں بھی رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے کہ بادل آتا کہیں سے ہے اور برستا کہیں۔ معلوم ہوا کہ قوی و قادر کے فرمان کے ماتحت ہے ۵۔ اس طرح کہ اگر زمین میں تخم بویا ہو تو وہ اگ جاتا ہے اور اگر کچھ نہ بویا ہو تو قدرتی گھاس اور خودرو بیل بوٹے اگ آتے ہیں۔ جس سے زمین سبزہ زار ہو جاتی ہے۔ ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قیاس برحق ہے کہ رب نے اس عالم کے حالات پر اس عالم کے حالات کو قیاس کرنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ قطعی قیاس ایمان میں معتبر ہے۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ قیاس ظنی ہے اور عقائد میں معتبر نہیں وہ قیاس ہے جس کی علت ظنی ہو ۷۔ اس آیت میں کسی کو عزت دینے کی نفی نہیں۔ رب کی عطا سے پیغمبروں اور ان کے غلاموں کی بھی عزت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین مقصد یہ ہے کہ عزت حاصل کرنے کے لئے رب کے دروازے پر آؤ ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو بلند فرماتا ہے کہ وہ آسمان کے اوپر بارگاہ خاص میں پہنچتے ہیں۔ یا کلمہ طیبہ نیک اعمال کو اونچا کرتا ہے کہ بغیر کلمہ نیکی قبول نہیں۔ یہاں پاکیزہ کلام سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا تسبیح و تہلیل ۹۔ جیسے دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں مشرکین مکہ کا جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل یا قید کی تدبیریں سوچنا، اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ۔ ان کفار کو دنیا میں قتل یا قید، قحط وغیرہ کی سزا ہو گی اور مرنے کے بعد قبر کا اور قیامت کے بعد آخرت کا عذاب ہو گا ۱۰۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان کے تمام مکر و فریب برباد جائیں گے اور آپ کا سورج چڑھا رہے گا۔ انشاء اللہ رب کا یہ کرم ہمیشہ ہی رہے گا ۱۱۔ یا تو اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر ان کی اولاد کو نطفہ سے یا اس طرح اولاً مٹی سے غذا بنائی پھر غذا سے خون پھر خون سے نطفہ پھر نطفہ سے انسان، غرضیکہ آیت کریمہ صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت میں دوسری طرح قیامت کے دن اٹھنے کو ثابت فرمایا گیا۔ ۱۲۔ مرد، عورت، کالے، گورے، سعید، شقی، مومن، کافر، فاسق، متقی اللہ تعالیٰ نے ارواح کے بھی جوڑے پیدا فرمائے ۱۳۔ اس میں رب تعالیٰ کی وسعت علم کا ذکر ہے کہ وہ ہر بچہ کے حمل، پیدائش، عمر اور تمام حالات سے خبردار ہے بلکہ جنہیں رب تعالیٰ اپنا علم دے وہ بھی ان چیزوں کی خبر رکھتے ہیں۔

ا۔ یا تو اول ہی سے عمر زیادہ اور یا کم رکھی جائے یا کسی کی دعا یا نیک عمل سے عمر بڑھ جاوے۔ یا کسی کی بد دعا یا بد عملی سے عمر گھٹ جاوے سب لوح محفوظ میں ہے۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر بڑھائی گئی کہ فرمایا۔ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ف سے معلوم ہوا کہ عمر کی یہ زیادتی اس کی دعا سے ہوئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن بزرگوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے وہ سب کی عمریں وغیرہ سب کچھ جانتے ہیں بلکہ یہ چیزیں کتاب لوح محفوظ میں انہیں بتانے ہی کو لکھی گئی ہیں۔ رب تعالیٰ کو اپنے بھولنے کا خطرہ نہ تھا ۳۔ یعنی عمر وغیرہ تمام غیوب کا لوح محفوظ میں لکھ دینا یا کسی کی عمر گھٹا بڑھا دینا اللہ پر نہایت آسان ہے ۴۔ نہ مزے میں یکساں ہیں نہ

وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے ۱ بے شک یہ اللہ کو آسان

يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

ہے ۳ اور دونوں سمندر ایک سے نہیں ۴ یہ میٹھا ہے خوب میٹھا

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ

جس کا پانی خوشگوار اور یہ کھاری ہے تلخ ۵ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو

لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

تازہ گوشت ۶ اور نکالتے ہو پہننے کا ایک گہنا ۷ اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھے

الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

کہ پانی چیرتی ہیں ۸ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو ۹ اور کسی طرح

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

حق مانو رات لاتا ہے دن کے حصہ میں اور دن لاتا ہے رات کے

الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

حصہ میں ۱۰ اور اس نے کام میں لگائے سورج اور چاند ۱۱ ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے ۱۲

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے ۱۳ اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرما

مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ ؕ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا

کے چھلکے تک کے مالک نہیں ۱۴ تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار

دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

نہ سنیں ۱۵ اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روا نہ کر سکیں ۱۶ اور قیامت کے دن

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾

وہ تمہارے شرک سے منکر ہو جائیں گے ۱۷ اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح ۱۸

فوائد میں کہ کھاری سے موتی نکلتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے پانی دیکھنے میں یکساں ہے مگر مزے میں فرق ایسے ہی دیکھنے میں سارے انسان یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر کوئی مومن ہے کوئی کافر۔ جب میٹھے و کھاری سمندر یکساں نہیں تو مومن و کافر انسان کیسے یکساں ہو سکتے ہیں۔ اور نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ۶۔ خیال رہے کہ مچھلی لغۃً "گوشت ہے چونکہ تازہ تازہ کھائی جاتی ہے' رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے اس لئے اسے لَحْمًا طَرِيًّا یعنی تازہ گوشت فرمایا۔ مگر عرف میں مچھلی کو گوشت نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے اگر کوئی شخص گوشت نہ کھانے کی قسم کھا لے تو مچھلی کھانے سے حانث نہ ہو گا۔ جیسے دعا کو قرآن نے صلوٰۃ فرمایا مگر عرف میں صلوٰۃ صرف نماز کو کہا جاتا ہے لہٰذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں۔ ۷۔ جیسے مونگا' مرجان' اور موتی جو کہ کھاری سمندر سے نکلتے ہیں مگر تغلیباً دونوں کی طرف نسبت کیا گیا اور زیور اگرچہ عورتیں پہنتی ہیں لیکن چونکہ مردوں کے لئے پہنتی ہیں اس لئے پہننے کو مردوں کی طرف نسبت کیا گیا۔ خیال ہے کہ مرد کو موتی وغیرہ پہننا جائز ہے۔ سونا چاندی پہننا حرام ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ نعیمیہ میں دیکھو ۸۔ کہ پانی پتلا رقیق ہے کشتی بھاری مگر نہیں ڈوبتی۔ یہ رب کی شان ہے۔ ۹۔ دنیاوی فضل جیسے تجارتی کاروبار اور اخروی فضل جیسے ہمارے لئے حج و زیارت کے سفر' معلوم ہوا کہ جسے جو ملتا ہے' رب کے فضل سے ملتا ہے ۱۰۔ اس طرح کہ سردی میں رات بڑی دن چھوٹا۔ گرمیوں میں رات چھوٹی اور دن بڑا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ دن کے اجزا رات میں اور رات کے اجزا دن میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۱۔ جو نہ کبھی چھٹی لیتے ہیں نہ بگڑ کر مرمت ہونے جاتے ہیں۔ یہ تسخیر تم لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ چاند سورج تارے چلتے ہیں نہ کہ آسمان یا زمین' وہ تو ٹھہرے ہیں۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی حرکت کا قائل ہے اور فلسفہ جدید یعنی سائنس بھی غلط جو زمین کی حرکت مانتی ہے۔ مقرر میعاد سے مراد قیامت ہے ۱۳۔ ذٰلکم میں اشارہ حسیہ نہیں۔ رب کی ذات حواس میں آنے سے وراء ہے یعنی وہ شانوں والا رب ہے جو حقیقی بادشاہ ہے ۱۴۔ وہابی اس آیت کے معنی یوں کرتے ہیں کہ جن نبیوں' ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری نہیں سنتے اور کوئی نبی ولی کسی چیز کا مالک نہیں نہ حاجت روا۔ اور قیامت میں یہ نبی ولی تمہاری اس پکار کے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی کفار کی آیت مسلمانوں پر اور بتوں کی آیت انبیاء اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں۔ مگر ان بیوقوفوں سے پوچھو کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور کا زمانہ تھا۔ بتاؤ کون صحابی نبیوں ولیوں کو مصیبت میں پکارتے تھے اور مشرک تھے کیونکہ تدعون حال ہے تمہاری تفسیر پر تمام صحابہ مشرک ہوئے۔ نیز تمہارا یہ ترجمہ قرآنی آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے تمہیں بہت ہی خیر بخشی۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے

(بقیہ صفحہ ۶۹۶) خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ رب فرماتا ہے۔ انعم اللہ علیہ، وانعمت علیہ حضور فرماتے ہیں میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ اب بتاؤ کیا حضور چھلکے کے مالک نہیں اور کیا حضور قیامت میں ہمارے کام نہ آویں گے۔ نعوذ باللہ ۱۵۔ پتھر، درخت، پانی، چاند، سورج وغیرہ ۱۶۔ کیونکہ وہ بے جان جمادات ہیں ۱۷۔ یہ بتوں کے متعلق فرمایا گیا۔ انبیاء اولیاء بعد وفات سنتے ہیں۔ جواب بھی دیتے ہیں۔ اس لئے حضور کو سلام کیا جاتا ہے ۱۸۔ یعنی دونوں جہان کے حالات اور مومن و مشرک کا انجام جیسے ہم بتاتے ہیں ایسے کوئی نہ بتائے گا۔ خیال رہے کہ یہاں بتانے کی مثل مراد ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی مثل۔ وہ تو مثال و تشبیہ سے پاک ہے فرماتا ہے۔ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ

اے لوگو، تم سب اللہ کے محتاج ۱ اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب

الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

خوبیوں سراہا وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ۲

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ

گی ۳ اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ

كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

اٹھائے گا ۴ اگرچہ قریب رشتہ دار ہو ۵ اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انہیں کو کام دیتا ہے ۶ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ

۷ اور نماز قائم رکھتے ہیں ۸ اور جو ستھرا ہوا ۹ تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا ۱۰

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾

اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور برابر نہیں اندھا اور انکھیارا ۱۱

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾

اور نہ اندھیریاں اور اجالا ۱۲ اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ ۱۳

وَمَا يَسْتَوِی الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ

اور برابر نہیں زندے اور مردے ۱۴ بے شک اللہ سناتا ہے جسے

يَّشَآءُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ

چاہے ۱۵ اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں ۱۶ تم تو یہی ڈر سنانے والے

اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ

ہو ۱۷ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ۱۸

۱۔ یعنی ہر شخص ہر وقت ہر طرح اللہ تعالیٰ کا حاجت مند ہے۔ اگر کوئی دوسرے بندوں کا حاجت روا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ رب کا وہ بھی حاجت مند ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۲۔ اس طرح کہ تم نافرمان کافروں کی بجائے دوسری فرمانبردار قوم پیدا فرما دے۔ یا اس عالم کو فنا فرما کر دوسرا عالم پیدا کر دے۔ ۳۔ یعنی قیامت میں کوئی شخص دوسرے کے گناہ پر نہ پکڑا جاوے گا کہ مجرم چھوٹ جائے۔ کفر کے سردار جو تمام ماتحتوں کا بھی بوجھ اٹھائیں گے یہ گمراہ کرنے کی سزا ہو گی۔ ۴۔ یعنی بخوشی کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے پر تیار نہ ہو گا۔ ہاں رب کی طرف سے گمراہ کرنے والوں پر گمراہوں کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ ۵۔ سبحان اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ یعنی حضور عالمین کو ڈر سنانے والے ہیں، مگر اس کا فائدہ صرف مسلمان اٹھاتے ہیں جن کی صفات آئندہ مذکور ہیں۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ ایمان و عبادت وہی قابل قبول ہے جو غیب پر اور غیب میں ہو۔ مرنے کے بعد سب کافر ایمان لے آئیں گے مگر بیکار، کہ وہ ایمان بالشہادۃ ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب کمال ہے۔ حضور کا ایمان بالشہادت کمال ہے کہ حضور نے تمام عالم غیب کا مشاہدہ فرمایا خصوصاً معراج میں ۷۔ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں۔ دل لگا کر پڑھتے ہیں معلوم ہوا کہ خوف الٰہی نماز کی پابندی سے پیدا ہوتا ہے ۸۔ اس کا دل بد عقیدگیوں کی نجاست سے اور جسم بد عملیوں کی گندگیوں سے ۹۔ اے محبوب تم ان سے بے نیاز ہو اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو تمہارا کچھ نہیں بگڑتا ۱۰۔ دل کے اندھے اور سوجھے یعنی کافر و مومن یا عالم و جاہل یا حضور کے بدگو اور نعت گو ۱۱۔ یعنی کفر و اسلام۔ چونکہ کفر بہت تھے اور ایمان و اسلام صرف ایک، اس لئے تاریکی جمع اور نور واحد فرمایا گیا ۱۲۔ یعنی حق و باطل یا جنت و دوزخ یا ثواب و عذاب یا آرام و تکلیف یا حضور کے سایہ میں رہنا اور حضور سے علیحدہ رہنا۔ خیال رہے کہ جب یہ چیزیں اور یہ لوگ برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ۱۳۔ زندوں سے مراد مومن اور مردوں سے مراد کافر ہیں ۱۴۔ اگر رب چاہے تو اپنے محبوبوں کو دور سے باریک آواز سنا دے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تین میل سے چیونٹی کی آواز سنا دی اور اگر چاہے تو قریب سے توپ کی آواز نہ سنائے کہ کسی کو بالکل بہرا کر دے۔ چاہے تو مردوں کو سننے والا بنا دے اور چاہے تو بعض زندوں کو بہرا کر دے ۱۵۔ یہاں مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے مراد کفار ہیں ورنہ مردے سنتے ہیں۔ اسی لئے قبرستان میں جا کر سلام کرنا سنت ہے۔ ہر نماز میں حضور کو سلام کیا جاتا ہے کیونکہ حضور زندہ اور دور و نزدیک کے حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ حضرت صالح و شعیب علیہ السلام نے ہلاک شدہ قوم سے خطاب کیا۔ اسی لئے دوسری جگہ اس کے بعد فرمایا گیا۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا ۱۶۔ لہٰذا نہ ماننے والے کفار کے متعلق آپ سے سوال نہ ہو گا کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے۔ اس

بقیہ صفحہ ٦٩٧) کی تفسیر وہ آیت ہے۔ وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ آیت کے یہ معنی نہیں کہ ڈرانے کے سوا آپ میں کوئی کمال نہیں۔ حضور شفیع المذنبین بھی ہیں اور رحمۃ للعالمین بھی اور لاکھوں صفات کے جامع ہیں۔ یہ حصر اضافی ہے۔ ١٧۔ نیکوں کو ثواب کی خوشخبری دینے والا بدوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔ یہاں بشارت سے مراد کسی نبی کی بشارت نہیں وہ تو تصدیق کے ساتھ ہوتی ہے۔

ا۔ بخاری شریف میں ہے کہ نبی ہمیشہ اونچے خاندان میں آتے ہیں۔ دوسرے خاندان ان کے تابع ہوتے ہیں۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ ہر اونچی نیچی قوم میں اس قوم سے نبی آئے یہاں نذیر عام ہے جس میں نبیؑ عالم واعظ سب داخل ہیں۔ ٢۔ لہٰذا آپ ان کفار کے جھٹلانے سے غمگین نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ حضور کے دل کو رب تعالیٰ خوش رکھتا اور تسکین دیتا ہے ٣۔ وہ معجزات جن سے ان کی نبوت ثابت ہو ٤۔ جیسے حضرت شعیب و ادریس و ابراہیم علیہم السلام صحیفے لائے اور موسیٰ داؤد علیہما السلام کتب لائے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ گزشتہ انبیاء کرام کے صحیفے اور کتابیں معجزہ ہو کر نہ آئی تھیں جیسے ہمارا قرآن ہمارے حضور کا معجزہ ہے ٥۔ یعنی میرا عذاب جو مختلف صورتوں میں ان پر آیا۔ ٦۔ یہاں دیکھنے سے مراد غور کرنا ہے۔ اور اس میں خطاب یا حضور سے یا ہر سمجھدار انسان سے ٧۔ جیسے بغیر بارش درخت نہیں پھلتے ایسے ہی بغیر حضور کی نگاہ کرم کے اعمال صالحہ قبول نہیں ہوتے۔ شیطان کی عبادت کو نبوت کی بارش نہ پہنچی' خشک ہو گئی۔ ٨۔ اس طرح کہ پہاڑوں میں کہیں سفید پتھر کے راستے ہیں کہیں سیاہ کے کہیں سرخ کے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے ہیں۔ ایسے ہی دنیا میں شریعت و طریقت کے رنگ برنگے راستے ہیں۔ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی اور قادری' چشتی' نقشبندی' سہروردی یہ خدا رسی کے مختلف راستے ہیں ٩۔ یعنی انسان و جانور رنگ برنگے ہیں۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ خیال رہے کہ جیسے انسان کے چہروں کے رنگ مختلف ہیں' ایسے ہی دلوں کے رنگ بھی۔ کوئی دل سفید ہے' کوئی کالا۔ قیامت میں دل کے رنگ چہروں پر ظاہر ہوں گے۔ کہ مومن کے منہ اجالے' کافر کے منہ کالے' ١٠۔ بندوں سے مراد ساری مخلوق ہے یا انسان ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء دین بہت مرتبہ والے ہیں کہ رب نے اپنی خشیت و خوف کو ان میں منحصر فرمایا۔ جسے بھی خوف الٰہی نصیب ہو گا وہ سچے عالموں کے ذریعہ سے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ مگر مراد علم والوں سے وہ ہیں جو دین کا علم رکھتے ہوں۔ جن کے عقائد و اعمال درست ہوں۔ العلماء میں لام عہدی ہے ١٢۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید بھی عبادت ہے بلکہ بہترین عبادت کہ رب نے اس کا ذکر پہلے فرمایا۔ تلاوت قرآن بہرحال عبادت ہے۔ معنی کی خبر ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ تلاوت کو مطلق رکھا گیا۔ خیال رہے کہ قرآن کریم برکت کے لئے پڑھنا یا وظیفہ کے طور پر پڑھنا ہر طرح ثواب ہے۔ بچوں کو قرآن پڑھانا اگرچہ عبادت و ثواب ہے۔ مگر اس پر تلاوت کے احکام جاری نہیں (روح) یَتْلُوْنَ مضارع فرما کر بتایا گیا کہ تلاوت ہمیشہ کرنی چاہیے۔ ١٣۔ یعنی ہمیشہ پڑھتے ہیں اور درست طریقہ سے ادا کرتے رہتے ہیں ١٤۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں' اس میں زکوٰۃ' صدقات' حج وغیرہ سب شامل ہیں۔ مِمَّا سے معلوم ہوا کہ سارا مال خیرات نہ کر دے کچھ اپنے اور بال بچوں کے لئے بھی رکھے ١٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صدقے علانیہ کرنے چاہئیں اور کچھ خفیہ' فرض صدقہ علانیہ' نفلی خفیہ بہتر ہے۔ جیسے نماز جمعہ و عیدین علانیہ

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۝٢٤ وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ

اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا ١ اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں

فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

تو ان سے اگلے بھی جھٹلا چکے ہیں ٢ ان کے پاس ان کے رسول آئے

بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ۝٢٥ ثُمَّ اَخَذْتُ

روشن دلیلیں ٣ اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر ٤ پھر میں نے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝٢٦ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

کافروں کو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار ٥ کیا تو نے نہ دیکھا ٦

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا

کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ ٧

اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ

اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ رنگ رنگ کے

اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ ۝٢٧ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ

اور کچھ کالے بھجنگ ٨ اور آدمیوں اور جانوروں

وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ

اور چوپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں ٩ اللہ سے اس کے بندوں میں ١٠ وہی

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۝٢٨ اِنَّ

ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں ١١ بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا ہے بے شک

الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں ١٢ اور نماز قائم رکھتے ہیں ١٣ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝٢٩

راہ میں خرچ کرتے ہیں ١٤ پوشیدہ اور ظاہر ١٥ وہ ایسی تجارت کے امید وار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں

ع ٣ ١٥

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ

تاکہ ان کے ثواب انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے لہ بیشک وہ بخشنے والا

شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ

قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کے وہی

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ

حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی تہ بے شک اللہ اپنے بندوں سے

لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا

خبردار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا کہ اپنے چنے ہوئے

مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

بندوں کو شہ تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا تہ یہی

الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ

بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ شہ ان میں سونے

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا

کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی

حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ

ہے ۹ اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا ۱۰

اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے لہ وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اپنے

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا

فضل سے لہ ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے لہ نہ ہمیں اس میں کوئی تکان

(بقیہ صفحہ ۶۹۸) اور نماز تہجد خفیہ ہوتی ہے ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادات دنیاوی نام و نمود کے لئے نہ کی جاویں۔ محض رضاء الٰہی اور آخرت کے نفع کے لئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے اعمال کی قبولیت کا یقین نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مردودیت کا اندیشہ اور قبول کی امید چاہیے۔ اس لئے یہاں یرجون ارشاد ہوا۔

۱۔ ایک کے دس یا سات سو یا اس سے بھی زیادہ دے۔ یا جزا کے سوا اپنا دیدار نصیب کرے جو محض اس کی عطا ہوگی ہمارے کسی عمل کا بدلہ نہیں ۲۔ یعنی الکتاب، کا من بیانیہ ہے یا تبعیضیہ۔ خیال رہے کہ حضور کی وحی صرف قرآن میں منحصر نہیں۔ حضور کے فرمان بھی وحی الٰہی ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن آخری کتاب ہے کیونکہ یہ کتاب صرف تصدیق کرتی ہے۔ کسی کتاب یا نبی کی بشارت نہیں دیتی۔ ہمیشہ پچھلا اگلوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر کوئی نبی یا کوئی آسمانی کتاب قرآن کریم کے بعد آنے والی ہوتی تو قرآن کریم میں اس کی بشارت ضرور ہوتی لہٰذا قادیانی جھوٹا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد تمیں دجال ہوں گے جو دعوٰی نبوت کریں گے حالانکہ ہم خاتم النبیین ہیں۔ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں۔ ۴۔ یعنی قرآن کریم کا عالم، حافظ، محافظ، مفسر، حضور کی امت کے عالموں حافظوں، اولیاء وغیرہ کو بنایا۔ اس میں اس امت کی عزت افزائی ہے کہ اسے قرآن کی خدمت نصیب کی اور اسے تمام امتوں سے افضل قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء وارث نبی اور نائب رسول اور وارث قرآن ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور اس امت میں قرآن کریم کی خدمت کرنے والے باقی سے افضل. حضور نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔ قرآن کی خدمت بڑی نعمت ہے، اللہ نصیب فرمائے ۶۔ یہ تینوں جماعتیں مسلمانوں ہی کی ہیں۔ مخلص باعمل مومن، سابقین میں داخل ہے۔ اور ریاکار مسلمان مقتصدین میں اور شکر نہ کرنے والا ظالمین میں حضور نے فرمایا کہ ہمارا سابق تو سابق ہے ہی۔ مقتصد کی نجات ہے۔ ظالم کی مغفرت۔ نیز فرمایا کہ سابق بے حساب جنت میں جاویں گے اور مقتصد سے آسان حساب لیا جاوے گا اور ظالم کچھ پریشانی کے بعد جنت میں جاوے گا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ حق الیقین والے سابق۔ عین الیقین والے مقتصد اور علم الیقین والے ظالم ہیں غرضیکہ اس میں ۱۱ تفسیریں ہیں ۷۔ یہ تینوں گروہ اگرچہ ان میں سے بعض پہلے ہی داخل ہو جاویں اور بعض کچھ سزا پا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مومن ناجی ہے خواہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ دوزخ میں ہمیشگی صرف کفار کے لئے ہے ۸۔ ہاں ان جماعتوں کے مکانات، لباس وغیرہ میں بقدر درجات اختلاف ہوگا۔ اس کے لئے جنت کے طبقے مختلف ہیں۔ خیال رہے کہ دنیا میں مسلمان مرد پر سونا، ریشم پہننا حرام ہے وہاں انشاء اللہ یہ سب حلال ہوگا ۹۔ دنیا کے رنج و غم دور فرما دیئے۔ کہ اب نہ تو نیکیاں رد ہونے کا اندیشہ رہا نہ گناہوں پر پکڑ کا کھٹکا۔ نہ قیامت کا ہول باقی رہا نہ کوئی رنج و غم۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہوگی، مگر حمد الٰہی اور نعت مصطفوی وہاں بھی ہوگی ۱۰۔ یعنی ہمارا جنت میں پہنچنا اپنے کمال سے نہیں بلکہ عطائے ذوالجلال سے ہے۔ ہمارے اعمال قبول فرمانا، گناہ بخش دینا محض اس کا فضل و کرم ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت ملنا رب کے فضل سے ہے نہ کہ محض اپنے عمل سے۔ اس لئے کوئی پرہیزگار اپنے پرہیزگار ہونے پر ناز نہ کرے۔ نیز جنت کی خوراک پوشاک وغیرہ تو اعمال کا بدلہ ہیں مگر دیدار الٰہی خاص اس کے فضل سے ہے۔ وہ کسی عمل کا بدلہ نہیں ۱۲۔ بیماری، موت، جھگڑے فساد، تکالیف شرعیہ، نفس امارہ کی شرارتیں سب ہمیشہ کے لئے ختم ہو

(بقیہ صفحہ ۶۹۹) گئیں۔
ا۔ کہ مرتے وقت تک کافر رہے اور ان کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الٰہی میں کافر ہوئے اور جن کے نام کفار کی فہرست میں آ گئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اور مر کر عذاب سے چھوٹ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان دوزخ میں پہنچ کر مر جاویں گے اور جسم کوئلے بن جائیں گے۔ پھر سزا کی مدت پوری ہونے کے بعد انہیں جنت کے پاس رکھ کر وہاں کا پانی دیا جائے گا جن سے وہ ایسے اگیں گے جیسے دانے پانی سے ۳۔ یعنی جس عذاب

لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ
لاحق ہو اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضاء

عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا
آئے کہ مر جائیں ۳ اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ۳

كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا
ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو ۴ اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے ۵

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ
اے ہمارے رب ہمیں نکال ۶ کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے ۷

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ
اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا

النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ
تمہارے پاس تشریف لایا تھا ۹ تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۱۰ بیشک اللہ

عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات کا بے شک وہ دلوں کی بات

الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ
جانتا ہے ۱۱ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا ۱۲

فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ
تو جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی پر پڑے گا ۱۳ اور کافروں کو ان کا کفران کے رب

عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا
کے یہاں نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری ۱۴ اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر

خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن
نقصان ۱۵ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک جنہیں اللہ کے سوا پوجتے

میں ان کا داخلہ ہو گا اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں کمی نہ ہو گی۔ ہاں بعض کفار اول سے ہی ہلکے عذاب میں ہوں گے۔ جیسے ابو طالب' حاتم طائی' نوشیرواں وغیرہ۔ ۴۔ یعنی دوزخ میں پہنچ کر نہ مرنا عذاب ہلکا نہ ہونا' ہمیشہ دوزخ میں رہنا بڑے ناشکروں یعنی کافروں کی سزا ہے۔ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ دوزخ میں نہ مرنا کفار کے لئے ہو گا گنہگار مومن وہاں جا کر مر جاویں گے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہو سکتی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جنتی لوگ دوزخی مسلمانوں کو جب نکال کر لائیں گے تو وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہیں جنت کا پانی دیا جائے گا تو وہ ایسے بڑھیں گے جیسے دانہ پانی کے مقام پر اگتا ہے ۵۔ یعنی دوزخ میں چیختے چلاتے ہوں گے۔ کبھی داروغہ دوزخ سے فریاد کرتے ہوں گے کبھی رب تعالیٰ سے دعائیں۔ کبھی آپس میں ایک دوسرے کو لعن طعن' کبھی آہ و فغاں' غرضیکہ ان کی چیخ پکار بہت قسم کی ہو گی ۶۔ اور دنیا میں واپس بھیج۔ کیونکہ دنیا کے سوا اور کوئی جگہ دار العمل نہیں۔ خیال رہے کہ جنتی تو جنت سے نکل کر گنہگار دوزخی مسلمانوں کو نکالنے دوزخ میں آئیں گے۔ مگر دوزخی کفار ایک آن کے لئے بھی دوزخ سے نہ نکالے جائیں گے۔ ۷۔ یہاں عمل سے مراد دلی عمل یعنی عقائد بھی ہیں اور بدنی عمل بھی۔ یعنی اب ایمان بھی لے آئیں گے اور نیک اعمال بھی کریں گے ۸۔ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ کفار کے چھوٹے فوت شدہ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے' بلکہ جنتیوں کے خدام ہوں گے۔ کیونکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا وقت بھی نہ ملا ۹۔ معلوم ہوا کہ فترت والے لوگ جن کے پاس نبی نہ پہنچا دوزخ میں نہ جائیں گے۔ ان کی نجات کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے ۱۰۔ ظالم سے مراد کافر ہیں۔ معلوم ہوا کہ قیامت اور اس کے بعد کفار کا مددگار کوئی نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مومن کے بہت مددگار مقرر فرما دے گا ۱۱۔ لہٰذا وہ جانتا ہے کہ اگر تم اب بھی دنیا میں جاؤ تو کفر ہی کرو گے۔ نیم کے درخت میں آم نہیں لگ سکتے۔

۱۲۔ اس طرح کہ تمہارے باپ دادے سب کچھ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ اور تم ان کی تمام املاک کے وارث بن گئے۔ ۱۳۔ یعنی آخرت میں کفر کی سزا صرف اس کافر کو ملے گی۔ اگرچہ دنیا میں جب عذاب آتا ہے تو اس بستی کے جانور تک ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر نیک اعمال بھی کر کے رب کا مقبول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیزاری کا سبب یعنی کفر موجود ہے جیسے بیماری کے ہوتے ہوئے عمدہ غذا بھی بیماری بڑھاتی ہے ۱۵۔ جیسے بیمار کی غذا بیماری بڑھاتی ہے ایسے ہی کفار کے لئے معجزات' قرآنی آیات' کفر میں زیادتی کا باعث ہیں۔

دُونِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ

ہو ۱؎ مجھے دکھاؤ ۲؎ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایا ۳؎ یا آسمانوں میں

شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ

کچھ ان کا ساجھا ہے ۳؎ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی روشن

مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا

دلیلوں پر ہیں ۴؎ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو وعدہ نہیں دیتے مگر

غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ

فریب کا ۵؎ بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ

تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ

کریں ۶؎ اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے ۷؎ اللہ کے

مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَ اَقْسَمُوْا

سوا بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے ۸؎ اور انہوں نے

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ

اللہ کی قسم کھائی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے ۹؎ کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا

اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا

آیا تو وہ ضرور کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ راہ پر ہوں گے ۱۰؎ پھر جب انکے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا

زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَكْرَ

تو اس نے انہیں نہ بڑھایا مگر نفرت کرنا ۱۱؎ اپنی جان کو زمین میں اونچا کھینچنا اور برا داؤں ۱۲؎ اور برا داؤں

السَّیِّئِ ؕ وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ

اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے ۱۳؎ تو کاہے کے

یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ

انتظار میں ہیں مگر اسی کے جو اگلوں کا دستور ہوا ۱۴؎ تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو

۱۔ بت' لہٰذا اس آیت کو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں' مشرکین عرب' نبیوں' ولیوں کو مانتے ہی نہ تھے ۲۔ یہ سوال کفار سے اس لئے کیا گیا کہ وہ بھی اپنے بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے وہ خالق عالم رب تعالیٰ کو ہی کہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جواب میں یہ نہ کہا کہ زمین ہمارے فلاں بت کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ انہوں نے رب کے ساتھ مل کر آسمان بنائے ہوں یا رب تعالیٰ کو آسمان بنانے میں مدد دی ہو۔ جب یہ کچھ بھی نہیں تو یہ بت خدا کے شریک کیسے ہو گئے اور تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ اطاعت، اتباع، عبادت میں بہت فرق ہے۔ اطاعت' یعنی حکم ماننا رب کی نبی ولی' ماں' باپ' سلطان اسلام سب کی ہو گی۔ مگر اتباع صرف حضور کی اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے۔ ۴۔ جس میں لکھا ہو کہ یہ معبودین باطلہ سچے ہیں یعنی ان کے پاس شرک کی نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی ۵۔ یعنی ان کے بڑوں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔ کہ یہ بت رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کریں گے' اسی بھروسہ پر ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان۔ صرف تارے چاند' سورج چکر لگا رہے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ، زائل ہونے سے مراد جنبش کرنا ہے خواہ وہ حرکت مستقیمہ ہو' یا حرکت مستدیرہ۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی گردش مانتا ہے اور فلسفہ جدید بھی جو زمین کو متحرک مانتا ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ انہیں اپنی جگہ سے ہٹنے نہ دے یا پھر ان کی جگہ پر لگا دے۔ ایسا کوئی نہیں ۸۔ کہ تمہاری شرک و بت پرستی کے باوجود رب تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے' ورنہ "چاہیے کہ ان بدمعاشیوں کی وجہ سے یہ سب پھٹ جاویں اور عالم کا نظام گڑ بڑ ہو جاوے۔ روح البیان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کفار کے لئے حلیم ہے مومنوں کے لئے غفور' حلیم وہ ہے جو سزا جلد نہ دے۔ غفور وہ جو سزا بالکل نہ دے معافی دے دے ۹۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے قریش عرب نے سنا تھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی نافرمانی کی تو بولے کہ خدا تعالیٰ ان قوموں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے رسولوں کا انکار کیا۔ اگر ہمارے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو ہم ان کی طرح نہ ہوں گے ہم رسول کی اطاعت کریں گے۔ اس آیت میں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ یہاں کوشش کی قسم سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی قسم عصر کے بعد شام کے قریب خانہ کعبہ میں جا کر کھائی ۱۰۔ یعنی ان سب سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے۔ یہاں احدیٰ بمعنی جمع ہے کیونکہ احد جب شائع ہو جاوے تو عموم کے لئے ہوتا ہے (روح البیان) اس لئے یہاں من الامم نہ فرمایا گیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر و غرور ایسی بری بیماری ہے کہ اس کی وجہ سے انسان نبی کی پیروی سے محروم رہتا ہے۔ بارگاہ انبیاء میں عجز و انکسار ایمان کا ذریعہ ہے۔ کفار مکہ کے کفر کی وجہ یہی ہوئی کہ انہوں نے اپنے کو نبی سے بڑھ کر جانا۔ بولے کہ ہم مالدار ہیں' وہ مسکین اور اکثر نے اپنے کو نبی کی مثل بشر کہا۔ مولانا فرماتے ہیں

☆ جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد ☆ کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد ☆

۱۲۔ یعنی کفار مکہ نے بجائے حضور کی اطاعت کے آپ کے ساتھ داؤں چلانا شروع کر دیئے۔ ۱۳۔ یہ قانون الٰہی ہے کہ ظالم خود اپنے داؤں میں آ جاتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود گرتا ہے۔ دیکھو بدر میں کفار مسلمانوں کو مارنے آئے تھے۔ خود مارے گئے ۱۴۔ جسے یہ لوگ اپنے شام' عراق' یمن کے سفروں

(بقیہ صفحہ ۷۰۱) میں دیکھتے رہتے ہیں۔
۱۔ خیال رہے کہ انبیاء کے معجزات جیسے عصا کا سانپ بننا' بے باپ کے پیدا ہونا۔ آگ میں نہ جلنا یہ بھی سنت اللہ ہی ہے۔ تبدیلی سنت نہیں۔
۲۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھنے کے لئے عذاب والی بستیوں میں سفر کر کے جانا جائز ہے۔ لہٰذا اس کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے شہروں میں جانا بھی جائز۔ دوسرے یہ کہ یادگاروں کا ثبوت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے اس کے لئے عینی گواہ یا آیت و حدیث کی ضرورت نہیں۔ کفار میں مشہور تھا کہ یہ بستی فلاں کافر قوم کی ہے۔ یہ ہی ثبوت قرآن کریم نے کافی مانا۔ لہٰذا تبرکات کے ثبوت کے لئے آیت ضروری نہیں ۳۔ رب تعالیٰ کا کسی مجرم کو جلد نہ پکڑنا رب تعالیٰ کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مہلت دینے میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۴۔ یہ جملہ پہلے جملہ کی دلیل ہے۔ یعنی مجرم کا حاکم کے قابو سے نکل جانا یا حاکم کی غفلت و بے خبری کی وجہ سے ہوتا ہے' یا اس کی کمزوری کی بنا پر رب تعالیٰ ان دونوں عیبوں سے پاک ہے ۵۔ تمام لوگوں کے ہر گناہ پر پکڑ فرماتا۔ معافی یا ڈھیل کا قانون نہ ہوتا ۶۔ معلوم ہوا کہ آفرینش میں اصل مقصود انسان ہے باقی مخلوق تابع لہٰذا جب انسان فنا ہوتا تو سب فنا ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی نحوست و وبال دوسری مخلوق پر بھی پڑتا ہے۔ دریا و ہوا کے جانور بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ طوفان نوحی میں حیوان بھی فنا ہوئے ۷۔ مقرر میعاد سے ان کی موت یا قیامت یا دنیاوی عذاب آنے کا مقرر وقت مراد ہے ۸۔ لہٰذا بندوں کو بھی حلم و بردباری چاہیے۔ ۹۔ سورہ یٰسین کے بہت فضائل ہیں یہ قرآن کا دل ہے۔ ایک بار سورہ یٰسین پڑھنا دس بار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اموات پر یٰسین پڑھو کہ اس سے جانکنی آسان ہوتی ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ رب نے قرآن کریم کی حقانیت آسمان و زمین کی قسم فرما کر بیان کی۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ' اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت قرآن کی قسم سے۔ معلوم ہوا کہ حبیب اللہ کتاب اللہ سے اہم ہیں۔ اس لئے قرآن کا دیکھنے پڑھنے والا قاری ہوتا ہے اور حضور کا چہرہ دیکھنے والا صحابی بشرطیکہ صدیقی نگاہ سے دیکھے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت ایسی اہم ہے کہ رب نے قرآن کی قسم فرما کر اس کا اعلان فرما دیا۔ قرآن کی قسم تم سچے رسول ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ رسول ایک ساتھ ہی ملتے ہیں۔ رب رسول سے اور رسول رب سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ رب نے اپنے لئے فرمایا۔ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور حضور کے لئے فرمایا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾
بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز اللہ کے قانون کو ٹلتا نہ پاؤ گے ۱

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا
ہوا ۲ اور وہ ان سے زور میں سخت تھے اور

كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي
اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے نہ آسمانوں اور نہ زمین

الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ
میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے ۴ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کئے پر

النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ
پکڑتا ۵ تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا ۶

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ
لیکن ایک مقرر میعاد تک انہیں ڈھیل دیتا ہے ۷ پھر جب ان کا وعدہ آئے گا

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾
تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں ۸

رُكُوْعَاتُهَا ۵	۳۶ سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ ۴۱	اٰيَاتُهَا ۸۳

سورۃ یٰسین مکی ہے اسمیں ۸۳ آیات اور ۵ رکوع ۸۲۹ کلمے اور تین ہزار حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰسۗ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾
یٰسین ۹ حکمت والے قرآن کی قسم ۱۰ بے شک تم ۱۱ سیدھی

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ ﴿۵﴾

راہ پر بھیجے گئے ہو لہ عزت والے مہربان کا اتارا ہوا ٹ

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾

تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ بے خبر ہیں ٹ

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾

بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے ٹ

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا

تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے ھ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی

وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾

اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

اور انہیں ایک سا ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِىَ

کے نہیں تم تو اسی کو ڈر سناتے ہو جو نصیحت پر چلے ٹ اور رحمٰن

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾

سے بے دیکھے ڈرے ٹ تو اسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو ٹ

اِنَّا نَحْنُ نُحْىِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ؕ

بے شک ہم مردوں کو جلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا ٹ اور جو نشانیاں

وَكُلَّ شَىْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ وَاضْرِبْ

پیچھے چھوڑ گئے لہ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں لہ اور ان سے

ع ۱۸

ا۔ خیال رہے کہ سیدھی راہ پر شیطان بیٹھا ہے رہزنی کرنے کے لئے لاقعدن لھم صراطک المستقیم اور نبی پاک اور آپ کے خدام اسی راہ پر رہبری اور شیطان کو دفع کرنے کے لئے جلوہ گر ہیں۔ پولیس کی طاقت ڈاکو سے زیادہ چاہیے۔ لہٰذا حضور اور اولیاء اللہ کا علم و طاقت شیطان سے بہت زیادہ چاہیے۔ رب سیدھے راستے پر ہے۔ یعنی وہاں ملتا ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ قرآن رب کی طرف سے آیا اور آہستہ آہستہ تیئس سال میں آیا اور اوپر یعنی بیت العزت سے آیا کیونکہ اترنا اوپر سے آنے کو کہا جاتا ہے اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ رب تعالیٰ اوپر رہتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ رب نے اوپر سے بارش اتاری ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور نے ترتیب وار تبلیغ فرمائی' پہلے اپنے عزیز و اقارب کو پھر اپنے ملک والوں کو پھر عام مخلوق کو یہاں دوسری درجہ کی تبلیغ کا ذکر ہے۔ دوسرے یہ کہ عرب میں حضور سے پہلے نبی تشریف نہ لائے۔ حضرت اسماعیل کے بعد حضور ہی جلوہ گر ہوئے۔ تیسرے یہ کہ حضور بڑی شان کے مالک ہیں کہ صدیوں کی بگڑی قوم کو ٹھیک فرمایا۔ سخت مجرم قوم کے لئے بڑے عاقل حاکم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۴۔ اگر ھم کی ضمیر مکہ والوں کی طرف ہے تو اکثر سے کثرت اضافی مراد نہیں کیونکہ حضور کی برکت سے اکثر اہل مکہ ایمان لائے' تھوڑے کفر پر مرے اور اگر سارے انسانوں کی طرف ہو تو کثرت اضافی ہے کہ انسانوں میں مومن تھوڑے اور کافر زیادہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِىَ الشَّكُوْرُ ! شروع الم میں ہو چکی۔ ؟ ۵۔ شان نزول یہ آیت کریمہ ابوجہل اور اس کے دو مخزومی دوستوں کے متعلق نازل ہوئی۔ ابوجہل نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھوں گا تو ان کا سر کچل دوں گا جب اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو بڑا پتھر لے کر حضور کی طرف چلا۔ جب حضور کے قریب پہنچا تو اس کے ہاتھ گردن سے چپک گئے اور پتھر ہاتھ میں لپٹ گیا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر ولید ابن مغیرہ بولا کہ یہ کام میں کروں گا۔ جب وہ پتھر لے کر چلا تو اندھا ہو گیا۔ حضور کو نہ دیکھ سکا تیسرا بولا کہ پتھر مجھے دو۔ وہ لے کر چلا تو اچانک بدحواس ہو کر الٹا بھاگا اور بولا ایک بڑا سانڈ بیل میرے آگے تھا۔ اگر میں آگے بڑھتا مجھے مار ڈالتا۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے (خزائن و جمل) ۶۔ یعنی تمہیں یکساں نہیں تمہیں بہرحال تبلیغ کا ثواب ملے گا وہ فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں ۷۔ اس طرح کہ قرآنی آیات اور آپ کے وعظ میں تامل و غور کرے' گوش ہوش سے سنے' اس سے عمل صالح مراد نہیں کیونکہ انسان اولاً" حضور کی ذات و صفات میں تامل کرتا ہے پھر آپ کے وعظ و قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ پھر نیکیاں کرتا ہے۔ حضور کا ڈرانا ہمارے عمل پر مقدم ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ اس طرح کہ عذاب آنے سے پہلے عذاب سے ڈرے۔ خدا کو نہ دیکھا ہے مگر اس سے ڈرے یا تنہائی میں جب لوگ اسے نہ دیکھتے ہوں رب سے ڈرے۔ خیال رہے کہ رحمان کا غضب بھی سخت خطرناک ہوتا ہے۔ حلیم کے غضب سے رب کی پناہ۔ اس لئے یہاں رحمان فرمایا گیا۔ (روح) ۹۔ اجر کریم سے مراد دنیا کی اور وہاں کی نعمتیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنت ملنے کا بڑا سبب خوف الٰہی اور حضور کی محبت کے ساتھ آپ کا اتباع ہے' رب تعالیٰ نصیب فرمادے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولین کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم لکھتے ہیں ۱۱۔ صدقات جاریہ یا اچھے برے طریقے ایجاد کر گئے جن پر بعد والے لوگ عمل کر رہے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اچھی بدعت ایجاد کرنا اچھا ہے اور بری بدعت ایجاد کرنا برا ہے۔ اس

(بقیہ صفحہ ۷۰۳) لئے ان کی بھی تحریر ہو رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک ان رسوم پر عمل ہوتا رہتا ہے' موجد کو ثواب یا عذاب ملتا رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا اس آیت کا شان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں بنی سلمہ مسجد نبوی شریف سے بہت دور آباد تھے۔ انہوں نے چاہا کہ اپنا محلہ خالی کر کے مسجد شریف کے قریب آن بسیں تاکہ جماعت نماز میں آسانی سے شرکت کر سکیں حضور نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے (خزائن) ۱۲۔ یعنی لوح محفوظ ہیں۔ اسے کتاب مبین اس لئے کہتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ کے سامنے ہے ۔

لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی ۱؎ جب ان کے پاس فرستادے آئے ۲؎

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے ۳؎ پھر انہوں نے ان کو جھٹلایا ۴؎ تو ہم نے تیسرے

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ

سے زور دیا ۵؎ اب ان سب نے کہا کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ بولے تم تو نہیں مگر

مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

ہم جیسے آدمی ۶؎ اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم نرے

تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

جھوٹے ہو ۷؎ وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ۸؎

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا

اور ہمارے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ۹؎ بولے ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں

بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا

۱۰؎ بے شک اگر تم باز نہ آئے ۱۱؎ تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور بے شک ہمارے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ

ہاتھوں تم پر دکھ کی مار پڑے گی ۱۲؎ انہوں نے فرمایا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے ۱۳؎ کیا اس

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا

پر بدکتے ہو کہ تم سمجھائے گئے ۱۴؎ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو ۱۵؎ اور شہر کے پرلے کنارے سے

الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾

ایک مرد دوڑتا آیا ۱۶؎ بولا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو ایسوں کی پیروی کرو

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔـلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

جو تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں

وقف لازم

۱۔ یہاں شہر سے مراد انطاکیہ ہے یا رومیہ' انطاکیہ بارہ میل مربع میں آباد تھا۔ اس میں بہت چشمے اور پہاڑ تھے۔ نہایت مضبوط شہر پناہ سے محفوظ تھا (خزائن) وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ رومیہ بھی بہت بڑا اور خوبصورت شہر تھا جس میں ایک ہزار حمام اور ایک ہزار ہوٹل تھے۔ یہ شہر روم کے علاقہ میں واقع ہیں۔ (روح) ۲۔ مرسلین سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد صادق' و صدوق اور شمعون ہیں جو انطاکیہ یا رومیہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے صادق صدوق تو پہلے گئے اور شمعون بعد میں۔ بعض نے فرمایا کہ ان دونوں کا نام یحییٰ و یونس تھا۔ صادق و صدوق لقب تھا (خزائن و روح) ۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کے دو حواری یوحنا یا یحییٰ اور یونس جنہیں صادق و صدوق کہا جاتا تھا' جب یہ دونوں شہر انطاکیہ میں پہنچے تو کنارہ شہر پر ایک بوڑھے آدمی کو بکریاں چراتا دیکھا۔ یہ حبیب نجار تھا۔ یہ بت تراشی کا کام کرتا تھا۔ اسی لئے اسے نجار کہتے تھے۔ اس کا لقب اب صاحب یٰسین ہے کیونکہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر یوں کیا ہے۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى ان دونوں نے حبیب نجار کو تبلیغ کی۔ اس نے پوچھا کہ تمہاری حقانیت کی دلیل کیا ہے یہ بولے کہ ہم اندھے کوڑھے کو شفا دے دیتے ہیں باذن پروردگار حبیب نے اپنا بیمار لڑکا پیش کیا۔ جو ان کے دم سے شفا یاب ہوا۔ اور حبیب ایمان لے آئے۔ یہ خبر شہر میں پھیل گئی۔ ان دونوں بزرگوں کے پاس خلقت کا ہجوم ہونے لگا اور بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور ایمان لائے۔ ۴۔ بادشاہ نے جس کا نام ۔ منا طیس اور لقب شلاحن تھا اور اس کے تمام درباریوں نے ' کہ بادشاہ نے ان دونوں حواریوں کو قید کر دیا ۵۔ اس طرح کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو یوحنا اور یونس کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو آپ نے تیسرے حواری شمعون کو وہاں بھیجا۔ شمعون نے نہایت تدبیر سے بادشاہ تک رسائی پائی اور اس کے خاص حواریوں میں سے ہو گئے اور اپنی حسن تدبیر سے پہلے دونوں حواریوں کو قید سے آزاد کرا کر بادشاہ کے دربار میں حاضر کرایا' بادشاہ نے ان دونوں سے کرامت طلب کی۔ انہوں نے بادشاہ کے سامنے ایک مردہ زندہ کیا۔ پھر ان تینوں نے اسے تبلیغ کی جس سے بادشاہ اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے مگر اکثر لوگ کافر رہے جو عذاب الٰہی سے ہلاک کئے گئے ۶۔ انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا ہمیشہ سے کفار کا طریقہ رہا۔ خود ان حضرات کا اپنے کو بشر فرمانا ان کا کمال ہے ۷۔ یہ ان لوگوں کی گفتگو ہے جو ایمان نہ لائے تھے۔ روح البیان نے فرمایا کہ بادشاہ بھی اپنے ایمان کا اعلان نہ کر سکا قوم کے خوف سے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کا انکار نبی کا انکار ہے اور نبی کا انکار رب کا انکار۔ انطاکیہ والوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کا انکار کیا اور ہلاک ہوئے۔ ۸۔ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تبلیغ کے لئے' چونکہ قوم کا انکار سخت ہوا اس لئے ان بزرگوں نے قسم کھا کر اپنی سچائی ظاہر کی ۹۔ اور یہ ہم کہہ چکے کہ دلائل سے بلکہ کرامت دکھا

بقیہ صفحہ ۷۰۶ پر